نوٹس اسلامیات لازمی

☆برائے جماعت: ہشتم و نہم دہم☆

تالیف: سردار بہادر (ایم اے، بی ایڈ)
مدرس: قائداعظم پبلک سکول زیدہ (صوابی)

سورۃ الانفال

ملنے کا پتہ: سعادت بکڈپو مین بازار مرغز
موبائل: 03009085509 موبائل: 03459687882

قیمت-/130

awazeinqilab.com

سورۃ الانفال

رکوع نمبر 1 (آیت ۱ تا ۱۰)

س1 اس سبق میں مومنوں کی کیا صفات بیان کی گئی ہے؟

ج۔ مؤمنوں کی صفات:

اس سبق میں مومنوں کی درجہ ذیل صفات بیان ہوتے ہیں۔

۱۔ اللہ سے ڈرنا: (فاتقوا اللہ)

مؤمن ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔

۲۔ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت: (اطیعوا اللہ و رسولہ):

وہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔

۳۔ آپس میں صلح رکھنا: (واصلحو ذات بینکم)

وہ آپس میں صلح رکھتے ہیں۔

۴۔ اللہ کے ذکر کے وقت ان کی حالت: (اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم)

جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔

۵۔ جب اللہ کی آیتیں سنائی جائیں: (واذا تلیت علیھم ایٰتہ زادتھم ایماناً)

جب اللہ کی آیتیں سنائی جاتی ہوں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا (وھم علیٰ ربھم یتوکلون)

وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

۷۔ نماز قائم کرنا: (یقیمون الصلوٰۃ)

وہ نماز پڑھتے ہیں۔

۸۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا: (ومما رزقنٰھم ینفقون)

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی مال سے خرچ کرتے ہیں۔

س2 دو گروہوں سے کیا مراد ہے؟

ج: سورۃ انفال میں دو گروہوں کے بارے میں ارشاد ہے۔

واذ یعدکم اللہ احدالطائفتین انھا لکم وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم ویرید اللہ ان

یحق الحق بکلمتہ ویقطع دابر الکٰفرین٥

پس منظر:

مکہ والوں کی تجارت زیادہ تر شام سے ہوتی تھی اور اسی پر ان کا انحصار تھا۔ ان کی تجارتی شاہراہ بحر احمر کے کنارے یمن سے شام کی طرف جاتی تھی۔ مدینہ راستے میں تھا۔ رسولؐ نے اس تجارتی شاہراہ پر اپنی گرفت رکھنے کے لئے شاہراہ کے اردگرد بسنے والے قبائل سے دوستی کے معاہدے طے کر لئے اور گاہے بگاہے مسلمانوں کے دستے شاہراہ پر چکر لگاتے رہتے۔

تجارتی قافلہ:

ہجرت کے دوسرے سال ابوسفیان کی قیادت میں اہل مکہ کا ایک تجارتی قافلہ جس میں پچاس ہزار اشرفی کی مالیت کا سامان تھا شام سے مکہ کی طرف لوٹ رہا تھا۔ یہ قافلہ تجارتی قافلہ کہلاتا ہے۔

لشکر کفار:

جب حضور ﷺ کو تجارتی قافلہ کی خبر ہوئی تو انہوں نے ان کا مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کو باہر نکلنے کے لئے کہا۔ جب ابوسفیان کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے مکہ والوں کو پیغام بھیجا کہ مسلمان ان پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ اور اگر اپنا مال بچانا چاہتے ہو تو مدد کے لئے پہنچو۔ ابوجہل نے کم وقت میں ایک ہزار کفار کا لشکر تیار کیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اس سے مراد یہی لشکر کفار ہے۔

مفہومات

مندرجہ ذیل آیت کا مفہوم لکھیں۔

1. **اطیعوا اللہ ورسولہ ان کنتم مؤمنین.**

ترجمہ: اطاعت کرو اللہ کی اور اسکے رسولؐ کی اگر تم مومن ہو۔

پس منظر:

جب مسلمانوں نے بدر کے میدان سے کفار کو مار بھگایا تو مسلمانوں کے تین گروہ بن گئے۔

پہلا وہ جنہوں نے دشمن کو دور تک بھگایا تھا۔

دوسرا وہ جنہوں نے رسول اللہ کی حفاظت کی تھی۔

تیسرا وہ جنہوں نے مال غنیمت اکٹھا کیا تھا۔

تو ان تینوں گروہوں میں اختلاف پیدا ہوا جن لوگوں نے مالِ غنیمت اکٹھا کیا تھا انہوں نے کہا کہ یہ ہمارا حق ہے۔ اور جو لوگ آگے گئے تھے انہوں نے کہا کہ اگر ہم دشمن کو نہ بھگاتے تو تم مال غنیمت کیسے اکٹھا کرتے۔ اور تیسرے گروہ نے کہا کہ ہم تو رسول

اکرمؐ کی حفاظت کر رہے تھے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کا مطلب:

اس میں یہ بتایا گیا کہ فتح صرف اللہ کی مدد سے ہے کسی کے سہارے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ پس مال کا مالک خدا ہے۔ پیغمبرؐ اس کے نائب ہیں۔ جسطرح اپنے رسولؐ کے ذریعے حکم دیں۔ اُس کے مطابق مالِ غنیمت تقسیم ہونی چاہیے۔ اور تم اس حکم کو مانو۔ کہ اسکے پانچ حصے کیے جائیں۔ چار حصے مجاہدین کے اور ایک حصہ اللہ اور اس کے رسول اکرمؐ کا۔

2. فاتقوا اللہ واصلحو ذات بینکم:

ج۔ ترجمہ: پس ڈرو اللہ سے اور صلح رکھو آپس میں۔

مفہوم:

چونکہ جنگ بدر وہ پہلا موقع تھا کہ مسلمان اسلام کے پرچم کے نیچے میدان جنگ میں اترے تھے اور ابھی اسلام نے بھی وہ اصول ان کو نہیں بتائے تھے (با قاعدہ احکام کی شکل میں) تو اس وجہ سے ان کے درمیان مالِ غنیمت کی تقسیم پر اختلاف پیدا ہو گیا۔ اس اختلاف پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو بتایا گیا کہ مسلمان تو نام ہی ایثار و قربانی کا ہے۔ مسلمان کا ہر قدم اللہ کی رضا سے بھرا ہوگا۔ ان کا کام دنیا کی مال و دولت سمیٹنا نہیں بلکہ اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ اسلئے آپ لوگ اپنے آپس میں اختلاف نہ رکھیں اور اپنے مابین صلح کریں اور جس طرح اللہ اور اسکا رسولؐ مالِ غنمیت کو تقسیم کریں اس پر خوش ہو جاؤ۔

3۔ واذتلیت علیھم ایتہ زادتھم ایماناً

ترجمہ: اللہ کی آیتیں ان کے سامنے پڑھی جائیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

مفہوم: یعنی ہر ایسے موقع پر کہ کوئی حکم الٰہی آدمی کے سامنے آئے اور وہ اسکو مان کر اس پر عمل کریں۔ آدمی کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہر اس موقع پر جب کہ کوئی چیز آدمی کے مرضی کے خلاف اس کی رائے کے خلاف اور تصورات ونظریات کے خلاف اللہ کی کتاب اور اسکی رسول کی ہدایت میں ملے اور آدمی اس کو مان کر اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو بدلنے کے بجائے اپنے آپ کو بدل ڈالے اور اسکی قبولیت میں تکلیف برداشت کرے تو اس سے آدمی کی ایمان کو ترقی نصیب ہوتی ہے اور اسکے برخلاف اگر آدمی ایسا نہ کرے تو اسکی ایمان کی جان کنی شروع ہو جاتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ایمان کوئی جامد وساکن چیز نہیں۔

رکوع نمبر 2 (آیت ۱۱ تا ۱۹)

س1۔ اس سبق میں غزوہ بدر کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے کن انعامات کا ذکر ہے؟

ج۔ غزوہ بدر کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے انعامات:

۱۔ مسلمانوں پر اونگھ طاری کرنا: (اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ:)

پہلی نعمت یہ تھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اونگھ طاری کر دی اس سے مسلمانوں کو بڑی تسکین ملی اور تکان دور ہو گئی۔

۲۔ باران رحمت: (وینزل علیکم من السماء ماءً)

اس رات سخت بارش ہوئی جس سے کافروں نے جنگ کے لئے جو اچھی جگہ چنی تھی وہ کیچڑ بن گئی۔ اور مسلمان جہاں تھے وہ ریت ہونے کی وجہ سے زمین سخت ہو گئی۔

۳۔ خوف اور پریشانی دور فرمانا: (ولیربط علی قلوبکم ولیثبت بہ الاقدام)

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں سے خوف اور پریشانی دور فرمادی اور کفار کے دلوں پر رعب طاری کر دیا۔

۴۔ فرشتوں کا نزول: (انی ممدکم بالف من الملئکۃ مردفین)

میدان جنگ میں مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتے مسلسل آئے انہوں نے مسلمانوں کی ہمت بڑھائی اور کافروں کو مار بھگایا

س: کفار کے ساتھ مقابلے کی صورت میں سورۃ الانفال میں کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

ج۔ کفار کے ساتھ مقابلے کی صورت میں مسلمانوں کو جو ہدایات دی گئی ہے اس کے بارے میں سورۃ الفال میں ارشار ہے۔

قرآن مجید کا ارشاد:

یاایھا الذین امنو اذا لقیتم الذین کفروا زحفاً فلا تولوھم الادبار ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا للقتال او متحیزاً الی فئۃ فقد بآء بغضب من اللہ وماوٰہ جھنم . وبئس المصیرo

کفار کے ساتھ مقابلے کی صورت میں مسلمانوں کو ہدایات:

مسلمانوں کو یہ ہدایت دی گئی کہ وہ جوان مردی سے لڑیں پیٹھ نہ پھیریں۔ بزدلی نہ دکھائیں صرف مندرجہ ذیل حالات میں پیٹھ پھیری جاسکتی ہے۔

جنگی چال چلانا یا کوئی نئی حکمت عملی اپنانا۔

صرف ایسی صورت میں میدانِ جنگ میں پیٹھ پھیر کر جانے کی اجازت ہے کہ کوئی چال چلنی ہو کسی اور سمت سے حملہ کرنا ہو یا پلٹ کر نئے انداز کے ساتھ واپس آنا ہو یا نئی حکمت عملی کے ساتھ مل کر حملہ کرنا ہو یا کسی طرح دشمن کو دھوکا دینا مقصود ہو تو ہدایات جنگ سے باہر جایا جاسکتا ہے۔

پیٹھ دکھا کر جانے والوں کے لئے وعید:

میدانِ جنگ سے فرار کو حضورؐ نے اکبر الکبائر (بڑے گناہوں) سے بھی بڑا گناہ فرمایا۔ قرآن حکیم نے فرمایا اگر ان سے جو بھی پیٹھ پھیرے گا وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہو گیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔

س3۔ کفار کو خطاب کرتے ہوئے ان آیات میں کیا تنبیہہ کی گئی ہے؟

ج۔ سورۃ الانفال میں کفار کو خطاب کرتے ہوئے مندرجہ ذیل ارشاد ہے۔

awazeinqilab.com

(ان تستفتحو فقد جاء کم الفتح. وان تنتھوا فھو خیر لکم. وان تعودو نعد)

کفار کو انتباہ:

اللہ تعالیٰ کافروں سے مخاطب ہے کہ اے کافروں! اب حقیقت تم پر واضح ہو چکی ہے تم جان چکے ہو کہ مسلمان حق پر ہیں اور حضرت محمدؐ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اب اگر تم رسولؐ کے خلاف جنگ کرنے سے باز آ جاؤ تو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ اور اگر باز نہ آؤ گے اور دوبارہ برسرِ پیکار ہوگے تو ہم اپنے رسولؐ کی مدد کے لئے اسی طرح آئیں گے جس طرح جنگ بدر میں آئے تھے اور تمہیں جنگ بدر سے بھی زیادہ عبرت ناک شکست سے دوچار کریں گے۔ تمہیں اُسی طرح ذلیل وخوار کریں گے۔ بہت بڑا عذاب ملے گا اور جہنم کی آگ چکھنی پڑے گی۔

کثیر تعداد پر گھمنڈ نہ کرنا: (ولن تغنی عنکم فئتکم شیاً ولو کثرت : وان اللہ مع المؤمنینo)

اللہ تعالیٰ مزید انتباہ کرتے ہوئے کفار سے فرما رہے ہیں کہ اپنی زیادہ تعداد بہادری اور دلیری کے زعم میں آکر پھر اللہ کے رسول کے خلاف لڑائی نہ کر بیٹھنا اگر کرنی ہے تو کر کے دیکھ لو۔ میری تائید اور نصرت مؤمنوں کے ساتھ ہے۔ میں تو ہر لڑائی میں مومنوں کا ساتھ دونگا۔

مفہومات

مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم واضح کریں۔

1. مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم واضح کریں۔

آیت: **یاایھاالذین امنو اذا لقیتم الذین کفروا زحفاً فلا تولوھم الادبار۔**

ترجمہ: اے ایمان والوں جب لڑو تم کافروں سے میدانِ جنگ میں تو مت پھیرو ان سے پیٹھ۔

مفہوم: اس آیت مبارکہ میں مسلمانوں کو جنگ کا ایک اہم اصول بتایا جا رہا ہے۔ کہ جب تمہارا آمنا سامنا میدانِ جنگ میں کفار کے ساتھ ہو جائے تو ہرگز ان کی طرف پیٹھ نہیں پھیرنی۔

اس سے مراد یہ ہوا کہ وہ اللہ جس کی قوت کی انتہا نہیں جس کی قوت اور طاقت ختم ہونے والی نہیں۔ جس کے مقابلے کا جہاں میں کوئی نہیں جو لاجواب اور لاثانی ہیں۔ اُس ذات کی مدد آپ کی شاملِ حال ہو تو بھاگنے کی کیا ضرورت ہے۔ بلکہ بہادری سے لڑ کر یا تو شہادت حاصل کر لینا ہے یا کفر کی زمین پر اسلام کا جھنڈا گاڑ کر غازی بن کر واپس آنا ہے۔ بقول اقبال

شہادت ہے مطلوب ومقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

2. مندرجہ ذیل آیت کا مفہوم واضح کریں۔

آیت: **وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی.**

ترجمہ: اور آپؐ نے نہیں پھینکی مٹھی خاک کی جس وقت کہ پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی۔

مفہوم: **اللہ ہی کی مدد سے مشرکین مقتول ہوئے:**

اس میں جنگ بدر کی طرف اشارہ ہے کہ جب جنگ کی شدت ہوئی تو حضورؐ نے ایک مٹھی کنکریاں لشکر کفار کی طرف پھینکی اور تین مرتبہ ''شاھت الوجوہ'' فرمایا۔ خدا کی قدرت سے کنکریوں کے ریزے ہر کافر کی آنکھ میں پہنچے وہ سب آنکھیں ملنے لگے۔ ادھر سے مسلمانوں نے فوراً حملہ کر دیا۔ اور آخر بہت سے کافر مارے گئے۔

اس لئے یہاں فرماتے ہیں کہ گو بظاہر کنکریاں تم نے اپنے ہاتھ سے پھینکی تھیں لیکن کسی انسان کا کام عام طور پر ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ مٹھی بھر کنکریاں لشکرِ کفار پر پھینکے اور وہ ہر سپاہی کی آنکھ میں چلی جائے اور تمام مسلح لشکر کی شکست کا سبب بن جائے۔ یہ صرف خدائی ہاتھ تھا جس نے صرف مٹھی بھر کنکریوں سے فوجوں کے منہ پھیر دیے۔ تم بے سروسامان اور تھوڑے سے مسلمانوں میں اتنی قدرت کہاں تھی کہ محض تمہارے زورِ بازو سے کافروں کو ایسی شکست ہوتی یہ تو خدا ہی کی قدرت تھی کہ اُس نے ایسوں کو ختم کر کے رکھ دیا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ بظاہر کام تمہارے ہاتھوں سے لیا گیا لیکن اس میں وہ قوت پیدا کر دی گئی جسے تم خود حاصل نہیں کر سکتے تھے۔

3. مندرجہ ذیل آیات کا مفہوم لکھیں۔

آیت: **ولن تغنی عنکم فئتکم شیاً ولو کثرت:**

ترجمہ: اور تمہیں تمہارا گروہ کوئی نفع نہیں دے گا چاہے وہ بڑا ہی کیوں نہ ہو۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ کے حصے میں اللہ تعالیٰ کفار کو خبردار کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کے خلاف لڑنے سے منع آجاؤ۔ اگر تم اپنی زیادہ تعداد پر فخر کر رہے ہوں کہ ہم تو ہزاروں کے حساب سے آئے ہیں اور ہم مسلمانوں کو ختم کر کے رکھ دیں گے۔ اور غرور میں آکر نعرہ لگاتے کہ بھلا ہمارے مقابلے کا کون ہو سکتا ہے۔ تو یہ تمہارے غلط فہمیاں ہیں جب سینوں میں ایمان کی دولت نہیں اور پھر دوسری برائی کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کر رہے ہو۔ تو ایسی حالت میں تمہارا بڑا لشکر تم لوگوں کو کچھ بھی فائدہ نہیں دے گا۔ بلکہ جس طرح بدر کے میدان میں تمہیں شکست ہوئی اسی طرح یہاں پر بھی تمہیں شکست ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ ہر لمحہ خدا کی نصرت ومدد ہوتی ہے۔

رکوع نمبر3 (آیت ۲۰ تا ۲۸)

س1: شرالدواب سے کیامراد ہے؟

ج : شرالدواب کے بارے میں سورۃ انفال میں ارشاد ہے۔

ان شرالدواب عنداللہ الصم البکم اللذین لا یعقلون.

شرالدواب سے مراد وہ لوگ ہیں جو سنتے بھی ہیں اور دیکھتے بھی ہیں لیکن قرآن مجید کو سننے اور حضورؐ اور انکے معجزات کو حقیقی نظروں سے دیکھنے سے قاصر ہیں۔جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔

ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیمo

ترجمہ: اللہ نے ان کے دلوں اور انکے کانوں پر مہر لگائی ہے۔اور ان کے آنکھوں پر پردے ہیں۔اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

مطلب یہ ہے کہ سب سے بدترین جاندار وہ ہے کہ جسے صحیح عقل دی گئی اور اسے بہتر قرار دیا گیا اور اسے زبان کا بولنا، بہتر کان اور سمجھنے کے لئے دل ودماغ دیے گئے لیکن اُس نے ان قوتوں سے کام نہیں لیا۔ گونگا اور بہرا ہوا اور حق کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی تو ایسا انسان چوپائیوں اور جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ اس سے تو جانور اچھے ہیں جو فطرت کے مطابق چلتے ہیں۔

س2 اس آیت میں خیانت سے کیامراد ہے؟

ج : خیانت کے بارے میں سورۃ الانفال میں ارشاد ہے۔

یاایھاالذین امنوا لا تخونو اللہ والرسول و تخونو امٰنٰتکم وانتم تعلمونo

ان آیات میں مومنوں سے کہا گیا کہ اللہ اور اسکے رسولؐ سے خیانت نہ کرو اور اماتنوں میں خیانت نہ کرو۔

<u>اللہ تعالیٰ اور رسولؐ سے خیانت کا مطلب:</u>

اللہ تعالیٰ اور انکے رسول سے خیانت یہ ہے کہ ان کے احکام کی خلاف ورزی کی جائے۔

<u>اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول سے خیانت حضرت ابن عباسؓ کی نظر میں:</u>

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے خیانت کا مطلب حضرت ابن عباسؓ ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے۔ فرائض کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیانت نہ کرو اور سنت کو چھوڑ کر رسول ﷺ سے خیانت نہ کرو۔

<u>اللہ اور اسکے رسولؐ سے خیانت حضرت قتادہؓ کی نظر میں:</u>

قتادہؓ فرماتے ہیں ''خوب سمجھ لو اللہ تعالیٰ کا دین امانت ہے اس کے فرائض کی ادائیگی اور حدود کی پابندی کا تمہیں امانت دار بنایا گیا۔پس امانت میں خیانت نہ کرو۔

<u>امانتوں میں شمولیت:</u>

امانتوں میں حقوق اللہ اور حقوق العباد آتے ہیں۔ نیز تمام فرائض لوگوں کی امانتیں سرکاری اور غیر سرکاری چیزوں کی حفاظت بھی شامل ہے۔

مفہومات

1۔ مندرجہ ذیل آیت کامفہوم واضح کریں۔

آیت: **ان الشر الدواب عنداللہ الصم البکم الذین لا یعقلون.**

ترجمہ: بے شک سب جانداروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہی گونگے اور بہرے ہیں جو نہیں سمجھتے۔

<u>مفہوم:</u> <u>سوال نمبر 1 سے استفادہ کریں:</u>

:2 آیت: واعلموا ان اللہ یحول بین المرء و قلبه.

ترجمہ: اور جان لو کہ اللہ روک لیتا ہے آدمی سے اُس کے دل کو۔

<u>مفہوم:</u> مفسرین نے اس کی مختلف تفسیریں کی ہیں۔جن میں مشہور مندرجہ ذیل ہے۔

ا۔ <u>حکم ماننے میں تاخیر سے توفیق نہ ملنے کا خطرہ:</u>

یعنی حکم بجالانے میں دیر نہ کریں۔ شاید تھوڑی دیر بعد دل ایسا نہ رہے۔اپنے دل پر آدمی کا قبضہ نہیں۔بلکہ دل خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جدھر چاہے پھیر دے۔ بیشک وہ اپنی رحمت سے کسی کا دل ابتداءً نہیں روکتا نہ اس پر مہر لگاتا ہے۔ ہاں جب بندہ حکم ماننے میں سستی اور کاہلی کرتا رہے۔یا وہ حق پرستی کو چھوڑ کر ضد کو اپنا طریقہ بنالیں۔تو اللہ اس کے دل پر مہر لگالیتا ہے۔

۲۔ **اللہ کی قرب:** بعد مفسرین نے اسے قرب کے لئے لیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ بندے سے اتنا قریب ہے کہ اسکا دل بھی اتنا قریب نہیں۔اسی لئے خدا کی فرمانبرداری سچے دل سے کرنی چاہیے۔کیونکہ خدا انسان کے دل سے پورا پورا واقف ہے اور وہ تمام رازوں کو جانتا ہے۔

:3 واتقوا فتنة لا تصیبن اللذین ظلمو منکم خاصة .

ترجمہ: اور ڈرو اس فتنہ سے جو اگر برپا ہوگیا تو انہیں ہی نہیں پہنچے گا۔ جنہوں نے ظلم کیا۔ بلکہ غیر ظالم بھی اس کے زد میں آجائیں گے۔

<u>مفہوم:</u> یعنی فرض کیجیے ایک قوم کے اکثر افراد نے ظلم ونافرمانی کو اختیار کیا۔ کچھ لوگ جو اس سے علیحدہ رہے۔ وہ اس پر خاموش رہے۔نہ نصیحت کی نہ اظہار نفرت کیا تو یہ فتنہ ہے۔جس کے لپیٹ میں وہ ظالم اور یہ خاموش سب آجائیں گے۔جب عذاب آئے گا تو

awazeinqilab.com

سب اس میں شامل ہونگے کوئی نہیں بچے گا۔ اس تفسیر کے موافق آیت سے مقصد یہ ہوگا کہ خدا اور رسول کے حکم برداری کے لئے خود تیار رہو اور نافرمانوں کو نصیحت کرو نہ مانے تو لاتعلقی کا اظہار کرو۔ اسکے علاوہ اسکا دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو ایسے گناہ سے بچنا چاہیے جس کا خراب اثر گناہ کرنے والے کی ذات سے بڑھ کر دوسروں تک پہنچتا ہے۔

4۔ مندرجہ ذیل کا مفہوم واضح کریں۔

آیت: **واعلموا انما اموالکم واولادکم فتنة وان الله عنده اجر عظیم o**

ترجمہ: اور جان لو کہ تمہارے مال و اولاد تمہارے لئے فتنہ ہیں اور بے شک اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔

مفہوم: فتنہ کے معنی امتحان کے بھی آتے ہیں اور عذاب کے بھی اور اس چیز کو بھی فتنہ کہا جاتا ہے جو عذاب کا سبب بنے۔ قرآن کریم کے مختلف آیتوں میں ان تینوں معنی کے لئے لفظ فتنہ استعمال ہوا ہے۔

۱۔ مال اور اولاد کے ذریعے امتحان: اولاد اور مال کے ذریعے تمہارا امتحان لینا مقصد ہے کہ یہ چیزیں ہماری نعمت ہیں کہ تم انعام لے کر شکر گزار اور اطاعت گزار بنتے ہو یا ناشکرے اور نافرمان۔

۲۔ مال اور اولاد کے ذریعے عذاب: بعض اوقات تو دنیا ہی میں یہ چیزیں انسان کو سخت مصیبتوں میں مبتلا کر دیتی ہیں اور آخرت میں تو ظاہر ہی ہے۔

۳۔ مال اور اولاد سبب عذاب: اور تیسرے یہ کہ یہ چیزیں سبب عذاب بن جاتی ہیں یہ تو ظاہر ہی ہے کہ جب یہ چیزیں اللہ تعالیٰ سے غفلت اور اس کے احکام کی خلاف ورزی کا سبب بن جائیں تو عذاب کا سبب بن گئیں۔

5 مندرجہ ذیل آیات کا مفہوم بیان کریں۔

ولاتکون کالذین قالو سمعنا وهم لا يسمعون o

ترجمہ: اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جنہوں نے کہا کہ ہم نے سن لیا مگر وہ نہیں سنتے۔

مفہوم: یعنی زبان سے کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا حالانکہ وہ سننا ہی کیا جو آدمی سیدھی سی بات کو سن کر سمجھے نہیں یا سمجھ کر قبول نہ کرے۔ پہلے یہودیوں نے موسیٰؑ سے کہا تھا "سمعنا و عصينا" (ہم نے سن لیا مگر مانا نہیں) مشرکین مکہ کا قول آتا ہے "قد سمعنا لونشاء لقلنا مثل هذا" (یعنی جو قرآن آپ سناتے ہیں بس ہم نے سن لیا اگر ہم چاہے تو اس جیسا کلام بنا کر لے آئیں) مدینہ کے منافقین کا تو شیوہ یہ تھا کہ پیغمبرؐ اور مسلمانوں کے سامنے زبانی اقرار کر لئے اور دل سے اُسی طرح منکر رہے۔

قرآن کا حکم: قرآن میں حکم دیا گیا کہ مومن صادق کی شان ان یہود اور مشرکین کی طرح نہیں ہونی چاہیے اس کی شان یہ ہے کہ دل سے، زبان سے، عمل سے، حاضر و غائب احکام الٰہیہ اور رسول اکرمؐ کے ارشادات پر نثار ہوتا ہے۔

رکوع نمبر 4 (آیت ۲۹ تا ۳۷)

س1 اس سبق میں تقویٰ کے کیا انعامات بیان ہوئے ہیں۔

ج: تقویٰ کے انعامات کے بارے میں سورۃ انفال میں ارشاد ہے۔

یا ایھا الذین امنوا ان تتقوا الله یجعل لکم فرقانا ویکفر عنکم سیاتکم ویغفر لکم والله ذو الفضل العظیم

اس سبق میں تقویٰ کے تین بڑے انعامات بیان ہوئے ہیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ نعمت الفرقان: (یجعل لکم فرقاناً)

حق و باطل میں تمیز کرنے والی قوت فرقان کہتے ہیں۔ یعنی متقی کو حق و باطل میں تمیز کرنے والی ایک قلبی بصیرت عطا فرمائی جائے گی۔

۲۔ گناہوں کا چھپانا: (ویکفر عنکم سیاٰتکم)

یعنی گناہوں پر پردہ ڈال دیا جائے گا۔ جسے دنیا میں تمہاری پردہ پوشی ہوگی تاکہ کسی کی نگاہ ان پر نہ پڑ سکے۔

۳۔ گناہوں کی بخشش: (ویغفر لکم)

تیسرا انعام یہ ہے۔ متقیوں کے لئے تیسرا انعام یہ ہے کہ جو بھی چھوٹے بڑے گناہ ہو گئے ہونگے معاف کر کے انہیں بخش دیا جائے گا۔

س واذیمکر بک الذین کفروا میں کس واقعہ کی طرف اشارہ ہے؟

ج۔ سورۃ انفال میں ارشاد ہے۔

واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر الله والله خیر الماکرین

پس منظر:

ان کلمات میں اس سازش کی طرف اشارہ ہے جو کہ کافروں نے تیار کی۔ اسلام پھیلتا جا رہا تھا۔ مدینہ منورہ میں اس کے اثرات پہنچے۔ مسلمانوں نے ہجرت کی اس طرح کافر ڈرنے والے ان سے ڈر گئے۔ پھر ابوطالب جیسے شخص وفات پا چکے تھے جنکی موجودگی میں کوئی آپؐ پر ہاتھ نہ اٹھاتا تھا۔

مختصر واقعہ:

اس لئے سب قبائل مکہ کے سردار دارالندوہ (مجلس مشاورت) میں جمع ہوئے کہ آپؐ کو قید یا قتل یا جلاوطن کر سکیں۔ اس

awazeinqilab.com

اجلاس کی اطلاع جبرائیل نے آپ کو دی۔ اور آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر ہجرت فرمائی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر تھی۔ اور اس آیات مبارکہ میں اس واقعے کی طرف اشارہ ہے۔

س3 کفار کے مطالبے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب کیوں نازل نہ کیا؟

ج: <u>کفار کا مطالبہ:</u>

واذ قالو اللھم ان کان ھذا ھوالحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ئتنا بعذاب الیمo

اگرچہ کفار (ابوجہل وغیرہ) نے کعبہ کے سامنے یہ مطالبہ کیا کہ اگر واقعی اسلام دین حق ہے تو ان پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی اور دردناک عذاب آئے۔ لیکن یہ دعا اس وقت قبول نہیں ہوئی۔

عذاب کیوں نازل نہ کیا گیا:

<u>قرآن مجید کا ارشاد:</u> وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم ۔ وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرونo

<u>عذاب نہ آنے کی وجوہات:</u>

اس آیت کریمہ کے حوالے سے مندرجہ ذیل دو وجوہات کی بنا پر عذاب نازل نہیں آیا۔

۱۔ <u>رسول اللہ کی موجودگی:</u>

پہلی وجہ یہ بیان کی گئی کہ رسول اللہؐ ان میں موجود ہیں اور جب تک کسی قوم میں پیغمبر کی موجودگی ہوتی ہے اس وقت تک عذاب نہیں آتا۔

۲۔ <u>استغفار مانگنے والوں کی موجودگی:</u>

دوسری وجہ یہ بیان کی گئی کہ ان میں کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جو استغفار مانگتے ہیں۔ یعنی جب خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں تو غفرانک غفرانک کہتے ہیں۔ یعنی اے اللہ ہم تیری رحمت کے طلبگار ہیں۔

<u>عذاب کب آیا:</u>

جب حضورؐ نے ہجرت فرمائی تو یہ عذاب غزوہ بدر کی شکل میں نازل ہوا جس میں چیدہ چیدہ سرداران قریش مارے گئے۔ یہی انکے لئے ایک سبق آموز عذاب تھا جو بالکل صحیح وقت پر آیا۔

مفہومات

س: مندرجہ ذیل آیت کا مفہوم واضح کریں۔

ج: وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم ۔ وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرونo

ترجمہ: اور اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ ان کے اندر آپؐ کے موجود ہوتے ہوئے ان کو عذاب دے۔ اور اللہ ان کو عذاب دینے والا نہیں ایسی حالت میں کہ وہ استغفار کرتے ہیں۔

مفہوم:

اگرچہ کفار (ابوجہل وغیرہ) نے کعبہ کے سامنے یہ مطالبہ کیا کہ اگر اسلام واقعی دین حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی دردناک عذاب لے آئے۔ لیکن یہ دعا اس وقت قبول نہیں کیونکہ اگر عذاب آتا تو اہل مکہ تمام برباد ہو جاتے۔ ان میں مسلمان بھی تھے اور اس بات کے خواہشمند تھے کہ یہ لوگ اسلام لائیں۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے مکہ سے نکالا تو یہی عذاب جنگ بدر کی صورت میں نازل ہوا۔ اور چیدہ چیدہ سرداران قریش مارے گئے۔ یہ واقعی عبرت ناک عذاب تھا۔ یہی ان کے لئے مقدر تھا۔ اس لئے اس وقت عذاب لانے کی خداوندی مصلحت نہ تھی۔

س: مندرجہ ذیل آیت کا ترجمہ و مفہوم واضح کریں۔

آیت: ان الذین کفروا ینفقون اموالھم لیصدو عن سبیل اللہ فسینفقونھا ثم علیھم حسرۃ ثم یغلبون o

ترجمہ: بے شک کافر خرچ کرتے ہیں اپنے مال تاکہ روکیں اللہ کی راہ سے اور آئندہ بھی اس طرح کریں گے پھر ہو جائے گا یہ خرچ ان کے لئے باعث حسرت و افسوس پھر وہ مغلوب کر دیے جائیں گے۔

<u>مفہوم:</u>

<u>اسلام کے راستہ میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے مشرکین کا مال خرچ کرنا:</u>

بدر میں بارہ سرداروں نے ایک دن اپنے ذمہ لیا تھا کہ ہر روز ایک شخص لشکر کو کھانا کھلائے گا۔ چنانچہ دس اونٹ روزانہ کسی ایک کی طرف سے ذبح کیے جاتے تھے۔ پھر جب شکست ہوگئی تو شکست خوردہ لشکر نے مکہ پہنچ کر ابوسفیان وغیرہ سے کہا کہ جو مال تجارتی قافلہ لایا ہے۔ وہ سب محمد ﷺ سے انتقام لینے میں خرچ کیا جائے۔ چنانچہ سب اس پر راضی ہوگئے۔ اس طرح کی خرچ کرنے کا یہاں ذکر ہے۔

اس سے بڑھ کر اور دیوالیہ پن کیا ہو سکتا ہے کہ انسان جس راہ میں اپنا تمام وقت، تمام محنت، تمام قابلیت اور پورا سرمایہ زندگی خرچ کر دے اُس کی انتہا پر پہنچ کر اسے معلوم ہو جائے کہ وہ اسے سیدھی تباہی کی طرف لے آئی ہے اور اس راہ پر جو کچھ اس نے خرچ کیا اس پر کوئی سود یا منافع پانے کے بجائے اُسے الٹا جرمانہ برداشت کرنا پڑے۔

رکوع نمبر 5 (آیت ۳۸ تا ۴۴)

س1 اس سبق میں مال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں کیا حکم دیا گیا ہے؟

ج۔ سورۃ انفال میں مالِ غنیمت کی تقسیم کے بارے میں ارشاد ہے۔

واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسه وللرسول ولذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل.

اس آیات مبارکہ کے مطابق مالِ غنیمت کو مندرجہ ذیل دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

مجاہدین کا حصہ:

مالِ غنیمت میں سے چار حصے ان مجاہدین کے ہونگے۔ جنہوں نے جہاد میں حصہ لیا۔ اس کی تقسیم کچھ اس طرح کی جائے گی کہ ہر پیدل غازی کو ایک حصہ ملے گا اور سوار غازی کو دو حصے ملیں گے۔ ایک حصہ اُس کا اور دوسرا حصہ اسکے گھوڑے کا۔

اللہ اور اسکے رسولؐ کا حصہ:

مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصہ (بیس فیصد) اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولؐ کے لئے، آپؐ کے رشتہ داروں کے لئے، یتیموں کے لئے اور مسافروں کے لئے ہوگا۔ جو وطن سے دور ہوں۔ رشتہ داروں میں بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب شامل ہیں۔

س2 اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر میں مسلمانوں کی کامیابی کے لئے کس کس خصوصی انعام و احسان کا ذکر فرمایا؟

ج: **مسلمانوں کی کامیابی کے لئے خصوصی انعام و احسان کا ذکر:**

غزوہ بدر کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل انعامات کا ذکر کیا ہے؟

۱۔ **مسلمانوں پر اونگھ طاری کرنا:** (اذ یغشیکم النعاس امنة منه)

پہلی نعمت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اونگھ طاری کر دی اس سے مسلمانوں کو بڑی تسکین ملی اور تھکان دور ہوگئی۔

۲۔ **بارانِ رحمت:** (وینزل علیکم من السماء ماءً)

دوسری نعمت یہ تھی کہ اس رات سخت بارش ہوئی اس سے کافروں نے جنگ کے لئے جو اچھی جگہ چنی تھی وہ کیچڑ بن گئی۔ اور مسلمان جہاں تھے وہ ریت ہونے کی وجہ سے زمین سخت ہوگئی۔

۳۔ **فرشتوں کا بھیجنا:**

اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملٰئکة مردفین.

میدان جنگ میں مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتے قطار در قطار آئے۔ انہوں نے مسلمانوں کی ہمت بڑھا دی اور کافروں کو ما بھگایا۔

۴۔ **خواب میں کفار کی تعداد کو کم دکھانا:** (اذ یریکم اللہ فی منامک قلیلاً)

اس سخت وقت میں اللہ تعالیٰ نے رات کو خواب میں رسول کریمؐ کو ان کی تعداد تھوڑی دکھائی۔ یہ بات آپؐ نے مجاہدین کو بتائی

تو ان کی ہمت بندھ گئی اور خوف دور ہوگیا۔

۵۔ **فتح کی بشارت:** (لیحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون)

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو فتح کی بشارت دے رکھی تھی جس کا اظہار آپؐ نے مجاہدین سے کیا اور انہیں تسلی دی۔

۶۔ حضورؐ کا معجزہ: **(وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ)**

بدر میں دوران جنگ حضورؐ نے ایک مٹھی بھر کنکریاں کفار کے لشکر کی طرف پھینک دی تو ہر کافر کی آنکھوں میں ریت چلی گئی اور سب کی آنکھیں دیکھنے سے معذور ہوگئیں وہ خوف زدہ ہوکر بھاگ گئے۔

مفہومات

۱۔ **مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم بیان کریں۔**

وقاتلوهم حتی لا تکون فتنة ویکون الدین کله للہ.

ترجمہ: اور ان کافروں سے اُس وقت تک لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور اللہ کا دین غالب ہوجائے۔

مفہوم: اس آیت کے ٹکڑے میں مسلمانوں کو دو مقاصد کے حاصل کرنے کے لئے جہاد کا حکم دیا گیا جو مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ فتنہ باقی نہ رہے: کہ کفر و شرک کا فتنہ باقی نہ رہے۔

۲۔ حکمرانی اللہ کیلئے: کہ اس دنیا میں اقتدارِ اعلیٰ اللہ کو حاصل ہوجائے اور اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کا قانون ہو۔

رکوع نمبر 6 (۴۵ تا ۴۸)

س1 کفار کے ساتھ مقابلے کی صورت میں مسلمانوں کو کون سے کام کرنے اور کن باتوں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے؟

ج۔ **جن کاموں کا حکم دیا گیا:**

کفار کے ساتھ مقابلے کی صورت میں مسلمانوں کو درجہ ذیل کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا۔

۱۔ ثابت قدم رہنا: (فاثبتو) مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ ثابت قدم رہیں اور کفار کی کثرت تعداد سے ہرگز نہ گھبرائیں

۲۔ **ذکر الٰہی کا کثرت سے کرنا:** (واذکروا اللہ کثیراً) مسلمانوں کو حکم ہوا کہ وہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی اطاعت: **(واطیعوا اللہ ورسوله)**

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت کریں۔

۴۔ صبر کی تلقین: **(واصبروا. ان اللہ مع الصبرین)**

مسلمانوں کو آپس میں صبر کرنے کا حکم دیا گیا اور فرمایا کہ بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

جن کاموں سے منع کیا گیا۔

کفار کے ساتھ مقابلے کی صورت میں مسلمانوں کو درجہ ذیل کاموں سے منع کیا گیا۔

۱۔ **اختلاف اور جھگڑے سے گریز:** (ولا تنازعو)

مسلمانوں کو آپس میں اختلاف رکھنے اور جھگڑا کرنے سے منع کیا گیا۔

۲۔ **فخر و غرور اور دکھاوے سے گریز:** (ولاتکونو کالذین خرجو من دیارھم بطراً ورئاء الناس)

مسلمانوں کو فخر و غرور اور دکھاوے سے بچنے کا حکم دیا گیا۔

۳۔ **اللہ تعالیٰ کے راستے سے منع کرنے سے گریز:** (ویصدون عن سبیل اللہ)

یعنی تم لوگ کافروں کی طرح لوگوں کو اللہ کے راستے سے نہ روکو اور رکاوٹیں نہ ڈالو۔

س2 غزوہ بدر میں مسلمانوں کی نصرت کے لئے نازل ہونے والے فرشتوں کو دیکھ کر شیطان کا ردعمل کیا تھا؟

ج: شیطان کے ردعمل کے بارے میں ارشاد ہے۔

فلما تراءت الفئتن نکص علی عقبیہ وقال انی بریء منکم انی اری مالا ترون انی اخاف اللہ۔
واللہ شدید العقاب۔

شیطان کا حوصلہ بڑھانا:

شیطان نے غزوہ بدر میں سراقہ ابن مالک کا روپ دھار لیا تھا اور اس نے کافروں کو طرح طرح کے وعدے دیے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں مل کر مدد کریں۔

فرشتوں کا بھیجنا:

غزوہ بدر میں مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتے آئے حضرت جبرائیل اور میکائیل کی کمان میں پانچ پانچ سو فرشتے تھے۔

شیطان کا ردعمل:

جب مسلمانوں کی مدد کے لیے فرشتوں کو اترتے دیکھا تو وہ میدان جنگ سے یہ کہہ کر بھاگ گیا کہ مجھے جو کچھ نظر آرہا ہے وہ تمہیں نظر نہیں آرہا۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔

مفہومات

۱۔ مندرجہ ذیل آیات کا مفہوم بیان کریں۔

آیت: **یاایھاالذین امنو اذا لقیتم فئة فاثبتوا واذکرواللہ کثیراً لعلکم تفلحونo**

ترجمہ: اے ایمان والوں کسی کافر گروہ سے تمہارا مقابلہ ہوتو ثابت قدم رہو اللہ کو بہت زیادہ یاد کروتا کہ کامیاب ہوجاؤ۔

مفہوم:

اس جگہ پر ارشاد ہے کہ جب آپ (مسلمانوں) کا کافروں سے مقابلہ ہوتو آپ کو چاہیے کہ کافروں کے سامنے مقابلے میں ڈٹے رہو اور ثابت قدم رہو اور ثابت قدم رہنے کے ساتھ ساتھ اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔ فتح کی دعا مانگو کیونکہ یاد الٰہی سے سکون ملتا ہے۔ قوت حاصل ہوتی ہے۔ حوصلہ بڑھتا ہے خوف ختم ہوتا ہے۔ اللہ پر بھروسہ کریں اور اس سے مدد مانگے یہ سب جہاد کی روح شمار ہوتی ہے۔

۲۔ **واطیعواللہ ورسولہ ولا تنازعو فتفشلو وتذھب ریحکم واصبروا۔ ان اللہ مع الصبرین۔**

ترجمہ: اے مسلمانو! اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو اس سے تم بے ہمت ہوجاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی صبر کا دامن تھامے رکھو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں چار کاموں کا حکم دیا گیا ہے۔

۱۔ **اللہ کی اطاعت:** کہ چاہے حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہاتھ سے نہ چھوٹے

۲۔ **رسول کی اطاعت:** دوسری بات یہ ارشاد ہوئی کہ رسول کی سنت پر عمل در آمد ہر حال میں کرو۔

۳۔ **آپس میں جھگڑا نہ کرو:** مراد یہ ہے کہ آپ کے باہم جھگڑے سے آپ کی عزت چلی رہے گی۔ اور جب آپ کا رعب نہیں رہے گا تو فتح کیسے حاصل ہوگی۔

۴۔ **صبر سے کام لو:** یعنی اپنے جذبات کو قابو میں رکھو۔ جلد بازی، گھبراہٹ اور نامناسب جوش سے بچو۔ خطرات اور مشکلات کا سامنا ہو تو تم ثابت قدم رہو۔

3۔ آیت: ولاتکونو کالذین خرجو من دیارھم بطراً ورئاء الناس ویصدون عن سبیل اللہ۔
واللہ بما یعملون محیط:

ترجمہ: ان لوگوں کی طرح مت ہو جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھاتے ہوئے نکلے اور اللہ کے راستے سے

awazeinqilab.com

مسلمانوں کو آپس میں صبر کرنے کا حکم دیا گیا اور فرمایا کہ بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

جن کاموں سے منع کیا گیا۔

کفار کے ساتھ مقابلے کی صورت میں مسلمانوں کو درجہ ذیل کاموں سے منع کیا گیا۔

۱۔ اختلاف اور جھگڑے سے گریز: **(ولا تنازعو)**

مسلمانوں کو آپس میں اختلاف رکھنے اور جھگڑا کرنے سے منع کیا گیا۔

۲۔ فخر و غرور اور دکھلاوے سے گریز: **(ولاتکونو کالذین خرجو من دیارھم بطراً ورئاء الناس)**

مسلمانوں کو فخر و غرور اور دکھلاوے سے بچنے کا حکم دیا گیا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے راستے سے منع کرنے سے گریز: **(ویصلون عن سبیل اللہ)**

یعنی تم لوگ کافروں کی طرح لوگوں کو اللہ کے راستے سے نہ روکو اور رکاوٹیں نہ ڈالو۔

س 2 غزوہ بدر میں مسلمانوں کی نصرت کے لئے نازل ہونے والے فرشتوں کو دیکھ کر شیطان کا ردعمل کیا تھا؟

ج: شیطان کے ردعمل کے بارے میں ارشاد ہے۔

فلما تراء ت الفئتن نکص علی عقبیہ وقال انی بری منکم انی اریٰ مالا ترون انی اخاف اللہ.

واللہ شدید العقاب.

شیطان کا حوصلہ بندھانا:

شیطان نے غزوہ بدر میں سراقہ ابن مالک کا روپ دھار لیا تھا اور اس نے کافروں کو طرح طرح کے وعدے دیے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں کوئی فکر نہ کریں۔

فرشتوں کا بھیجنا:

غزوہ بدر میں مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتے آئے حضرت جبرائیل اور میکائیل کی کمان میں پانچ پانچ سو فرشتے تھے۔

شیطان کا ردعمل:

جب مسلمانوں کی مدد کیلئے فرشتوں کو اترتے دیکھا تو وہ میدان جنگ سے یہ کہہ کر بھاگ گیا کہ مجھے جو کچھ نظر آرہا ہے وہ تمہیں نظر نہیں آرہا۔ اور میں اللہ سے ڈرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔

مفہومات

۱۔ مندرجہ ذیل آیات کا مفہوم بیان کریں۔

آیت: **یاایھاالذین امنو اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحونo**

ترجمہ: اے ایمان والوں کسی کافر گروہ سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اللہ کو بہت زیادہ یاد کرو تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔

مفہوم:

اس جگہ پر ارشاد ہے کہ جب آپ (مسلمانوں) کا کافروں سے مقابلہ ہو تو آپ کو چاہیے کہ کافروں کے سامنے مقابلے میں ڈٹے رہو اور ثابت قدم رہو اور ثابت قدم رہنے کے ساتھ ساتھ اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔ فتح کی دعا مانگو کیونکہ یاد الٰہی سے سکون ملتا ہے۔ قوت حاصل ہوتی ہے۔ حوصلہ بڑھتا ہے خوف ختم ہوتا ہے۔ اللہ پر بھروسہ کریں اور اس سے مدد مانگے یہ سب جہاد کی روح شمار ہوتی ہے۔

۲۔ **واطیعواللہ ورسولہ ولا تنازعو فتفشلو وتذھب ریحکم واصبروا. ان اللہ مع الصبرین.**

ترجمہ: اے مسلمانو! اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو اس سے تم بے ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی صبر کا دامن تھامے رکھو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں چار کاموں کا حکم دیا گیا ہے۔

۱۔ اللہ کی اطاعت: کہ چاہے حالات کیسے ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہاتھ سے نہ چھوٹے

۲۔ رسول ﷺ کی اطاعت: دوسری بات یہ ارشاد ہوئی کہ رسول ﷺ کی سنت پر عمل درآمد ہر حال میں کرو۔

۳۔ آپس میں جھگڑا نہ کرو: مراد یہ ہے کہ آپ کے باہم جھگڑے سے آپ کی عزت جاتی رہے گی۔ اور جب آپ کا رعب نہیں رہے گا تو فتح کیسے حاصل ہوگی۔

۴۔ صبر سے کام لو: یعنی اپنے جذبات کو قابو میں رکھو۔ جلد بازی، گھبراہٹ اور نامناسب جوش سے بچو۔ خطرات اور مشکلات کا سامنا ہو تو تم ثابت قدم رہو۔

3۔ آیت: ولاتکون کالذین خرجو من دیارھم بطراً ورئا الناس ویصدون عن سبیل اللہ.

واللہ بما یعملون محیط:

ترجمہ: ان لوگوں کی طرح مت ہونا جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھلاتے ہوئے نکلے اور اللہ کے راستے سے

روک رہے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو احاطہ میں لیتا ہے۔

مفہوم:

اشارہ ہے کفار قریش کی لشکر کی طرف جن کا لشکر مکہ سے اس شان سے نکلا تھا کہ گانے بجانے والی لونڈیاں ساتھ تھیں۔ جگہ جگہ ٹھہر کر رقص و سرور اور شراب نوشی کے محفلیں سجا رہے تھے اور اپنی طاقت کے غرور میں تھے اور کہتے تھے کہ بھلا ہمارے مقابلے میں کون سر اٹھا سکتا ہے یہ انکی اخلاقی حالت تھی اور ان پر مزید لعنت یہ تھی کہ ان کے نکلنے کا مقصد ان کے اخلاق سے بھی زیادہ ناپاک تھا۔ اس مقصد کے لئے نکلے تھے۔ کہ مسلمان اس دنیا میں ایک حق مقصد کے لئے نکلے ہیں ختم کیے جائیں کہ اس اسلام کے جھنڈے کو اٹھانے والا دنیا میں کوئی نہ ہو اس پر مسلمانوں کو خبردار کیا جا رہا ہے کہ تم کہیں ایسے نہ بن جاؤ۔ تمہیں اسلام کی جو نعمت اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ تمہارے اخلاق بھی پاکیزہ ہو اور تمہارا مقصد جنگ بھی پاک ہو۔

رکوع نمبر 7 (آیت ۴۹ تا ۵۸)

س1 ان آیات میں مسلمانوں کی جہاد کی تیاریاں دیکھ کر منافقین نے کیا تبصرہ کیا؟

ج ۔ منافقین کے تبصرے کے بارے میں سورۃ انفال میں ارشاد ہے۔

اذ یقول المنفقون والذین فی قلوبھم مرض غر ھؤلآء دینھم ومن یتوکل علی اللہ فان اللہ عزیز حکیم

منافقین کا تبصرہ: اذ یقول .... ھولآء دینھم

مسلمانوں کی جہاد کی تیاریں دیکھ کر منافقین نے کہا کہ مسلمان تعداد میں تھوڑے ہیں اور اسلحہ اور سامان بھی نہیں رکھتے یہ اپنے دین کی سچائی پر مغرور ہیں اور اس طرح موت کے منہ میں اپنے آپ کو ڈال رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا جواب: ومن .... حکیم.

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ یہ غرور نہیں بلکہ توکل ہے جس سے منافق محروم ہیں۔ جو اللہ پر توکل کرے گا۔ اور بہادری سے لڑے گا تو اللہ تعالیٰ کی مدد اسے حاصل ہوگی۔ اگرچہ دنیاوی اسباب کی کمی ہو۔

س2 کفار کی جانب سے عہد شکنی کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کو کیا ہدایات دیں؟

ج ۔ کفار کی عہد شکنی کی صورت رسول ﷺ کو سورۃ انفال میں مندرجہ ذیل ہدایات دی گئی ہیں۔

الذین عھدت منھم ثم ینقضون عھدھم فی کل مرۃ وھم لا یتقون.

یہاں کفار سے مراد یہودی ہیں۔ یہود بنو قریظہ نے آپ کے ساتھ امن معاہدہ کر رکھا تھے۔ لیکن بار بار توڑتے رہے اور مشرکین مکہ کی مدد کرتے رہے۔

نبی کے لئے اللہ تعالیٰ کی ہدایت:

ان کفار کو سزا دیجیے: (فاما تثقفنھم فی الحرب فشرد بھم من خلفھم لعلھم یذکرون٥)

ان وجوہات کی بناء پر آپ کو ہدایت ملی کہ اگر یہ دغا باز معاہدہ پس پشت ڈال دیں اور میدان جنگ میں آپ کے مقابل آئیں تو ان کو ایسی سخت سزا دیجیے جسے دیکھ کر ان کے پیچھے رہنے والے اور بعد کے آنے والے نسلیں بھی عبرت حاصل کریں اور عہد شکنی کی جرأت نہ کر سکیں۔

معاہدہ ختم کریں: (واما تخافن من قوم خیانۃ فانبذ الیھم علی سواء. ان اللہ لا یحب الخائنین.)

گویا جنہوں نے معاہدے کی خلاف ورزی کی تو ان کا معاہدہ ان پر دے ماریں۔

س3 اس سبق میں فرعون اور آل فرعون کی ہلاکت اور بربادی کے کیا اسباب بیان کیے گئے ہیں۔

ج : فرعون اور آل فرعون کی ہلاکت کے اسباب درجہ ذیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی آیات سے انکار: (کدأب ال فرعون والذین من قبلھم کفروا بایٰت اللہ)

آیات کے معنی ہیں نشانیاں، تو اللہ تعالیٰ نے فرعون اور قوم فرعون کو بہت سی نشانیاں دکھائیں۔ یہ نشانیاں دیکھ کر ان کے دل اللہ تعالیٰ کے بڑائی کے قائل ہو چکے تھے۔ مگر زبان سے انکار کرتے جا رہے تھے اور نشانیوں کو ماننے کے بجائے کھلا جادو کہہ رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو جھٹلانا: (کدأب ال فرعون والذین من قبلھم کذبوا بایٰت ربھم)

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا انکار کرنے سے مطلب یہ ہے کہ نشانیوں کو اللہ کی طرف سے نہ ماننا بلکہ ان کا ظاہر ہونا کسی اور طاقت کے سبب ماننا۔ جیسے انہوں نے کہا یہ کھلا جادو ہے۔ جھٹلانے کا مطلب یہ ہے کہ خواہ یہ نشانیاں سچی ہی کیوں نہ ہو ہم انہیں نہیں مانیں گے۔

جانوروں سے بدتر انسان:

ان الشر الدواب عند اللہ الذین کفروا فھم لا یؤمنون:

ایسے لوگ جو واضح طور پر حق کی نشانیاں دیکھ کر انہیں جھٹلاتے ہیں یقیناً ان میں انسانی شعور نہیں۔ وہ شر الدواب ہیں۔ فرعونیوں سے پہلے کئی قومیں اس طرح برباد ہوئیں۔

مفہومات

1۔ مندرجہ ذیل آیت کا مفہوم واضح کریں۔

ولو تریٰ اذ یتوفی الذین کفروا الملئکۃ یضربون وجوھھم وادبارھم وذوقو عذاب

الحریق. ذالک بما قدمت ایدیکم وان اللہ لیس بظلام للعبیدo

ترجمہ: کاش آپؐ دیکھ سکتے جب فرشتے کافروں کی روح قبض کر رہے ہوتے ہیں تو اُن کو چہروں اور پیٹھوں پر مار رہے ہوتے ہیں اور ان کو کہتے ہیں کہ آگ کا مزہ چکھو یہ ان اعمال کا بدلہ ہے۔ جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور یہ جان لو کہ خدا اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

مفہوم:

سورۃ الانفال کی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کا آخری انجام ذکر کیا ہے۔

کافروں کی روح نکلنے کی کیفیت:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر آپؐ ان کافروں کو اس وقت دیکھتے جس وقت ان کی روح قبض ہوتی ہے تو آپ کو ان کی بہت بُری حالت نظر آتی کیونکہ جب فرشتے ان کے روحوں کو قبض کرتے ہیں تو ان کے پیٹھوں اور چہروں پر کوڑے اور ہتھوڑے مارا کرتے ہیں۔

اپنے ہاتھوں کی کمائی: ان کو بتایا جائے گا کہ یہ وہی بدلہ ہے جو تم لوگوں نے عمل کیا ہے۔

عذاب الحریق:

اوران بداعمالیوں کی وجہ سے فرشتے ان کو فرمائیں گے کہ ابھی تو یہ تھوڑا سا ہے آگے صحیح تو تمہاری مہمان نوازی بڑھکتی ہوئی آگ میں ہوگی۔

رکوع نمبر 8 (آیت ۵۹ تا ۶۴)

س: ان آیات میں جہاد کی تیاری کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیا ہے؟

ج: جہاد کے بارے میں سورۃ انفال میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

واعدو لھم ماستطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدو کم واٰخرین من دونھم. لاتعلمونھم اللہ یعلمھم.

جہاد کی تیاری کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو درجہ ذیل احکامات دیے۔

کافروں کے مقابلہ کے لئے طاقت فراہم کرو: **واعدو .... قوۃ**

مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اپنے دین اور ملت مسلمہ کے دفاع کے لئے جہاد کی پوری تیاری کریں اور کافروں سے مقابلہ کے لئے قوت کے اسباب تیار کرلیں۔

پلے ہوئے گھوڑوں کو بھی تیار رکھو: **ومن رباط الخیل:**

جہاد کے لئے اچھے صحت مند اور تیز رفتار گھوڑے تیار رکھو۔ گھوڑوں سے مطلب ہے ایسی سواری جس پر بیٹھ کر جنگ کی جائے۔

دشمن پر رعب جمائے رکھو: **ترھبون .... یعلمھم.**

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تم اسلحہ اور دوسرے جنگی سامان کی نمائش سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں اور دوسرے لوگوں پر رعب جمائے رکھو تاکہ وہ تم سے لڑائی کرنے کی جرأت نہ کرسکیں۔

مفہومات

1۔ مندرجہ ذیل آیت کا مفہوم بیان کریں۔

آیت: **واعدو لھم ماستطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدو کم واٰخرین من دونھم لاتعلمونھم. اللہ یعلمھم.**

ترجمہ: جس قدر تم سے ہوسکے قوت (یعنی ہتھیار) اور پلے گھوڑوں سے سامان تیار رکھو جس کے ذریعے تم رعب جما سکو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں پر ان کے علاوہ کچھ اور لوگوں پر جن کو اللہ جانتا ہے اُسے تم نہیں جانتے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں مسلمانوں پر یہ فرض قرار دیا گیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو، سامان جنگ فراہم کریں۔ نبی کریمؐ کے دور میں گھوڑے کی سواری، تلوار زنی، اور تیراندازی کی مشق کرنا سامان جہاد تھا۔ جبکہ آج کے دور میں بندوق اور توپ، ہوائی جہاز اور آبدوز وغیرہ کا تیار کرنا اور استعمال میں لانا اور اسکا سیکھنا بلکہ ورزش وغیرہ کرنا سب جہاد کا سامان ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر وقت تمہارے پاس ایک مستقل فوج (Standing Army) اور سامانِ جنگ تیار رہنی چاہیے تاکہ بوقت ضرورت فوراً جنگی کاروائی کرسکو۔

2: **ھوالذی ایدک بنصرہ باالمومنین والف بین قلوبھم. لو انفقت مافی الارض جمیعاً ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم.**

ترجمہ: اللہ ہی تو ہے جس نے اپنی مدد سے اور مومنوں کے ذریعے سے تمہاری تائید کی اور مومنوں کے دل ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیے اگر تم روئے زمین کی ساری دولت خرچ کرڈالتے تو ان لوگوں کے دل نہ جوڑ سکتے تھے مگر وہ اللہ ہے جس نے ان لوگوں کے دل جوڑ دیے۔

مفہوم:

اشارہ ہے اس بھارئی چارے اور اُلفت ومحبت کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے اہل عرب کے درمیان پیدا کر کے ان کو ایک مضبوط گروہ بنا دیا۔ حالانکہ اس گروہ کے افراد مختلف قبیلوں سے نکلے ہوئے تھے۔ جن کے درمیان صدیوں سے دشمنیاں چلی آ رہی تھی۔ خاص طور پر اللہ کا یہ فضل ''اوس'' اور ''خزرج'' کے معاملے میں تو سب سے زیادہ نمایاں تھا۔ یہ دونوں قبیلے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ ایسی شدید دشمنی کو دو تین سال میں گہری دوستی میں تبدیل کرنا اور ایک مضبوط گروہ بنا دینا جیسا کہ نبی کریمؐ کے دور میں ہوا یقیناً انسان کی طاقت سے بالاتر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب ہماری تائید ونصرت نے یہ سب کچھ کر دکھایا تو آئندہ بھی تمہاری نظر، دنیاوی اسباب پر نہیں بلکہ خدا کی تائید پر ہونی چاہیے۔

3: یا ایھاالنبی حسبک اللہ ومن تبعک من المؤمنینo

ترجمہ: اے نبی کریمؐ تمہارے لئے تو بس اللہ اور آپؐ کے پیروکار مومن کافی ہیں۔

مفہوم:

خدا کا کافی ہونا:

اس آیت میں رسول کریمؐ کو فرمایا جا رہا ہے کہ تمہارے لئے حقیقت میں ایک خدا ہی کافی ہے۔

مخلص مسلمان:

اللہ کے کافی ہونے کے ساتھ فرمایا کہ ظاہری اسباب کے اعتبار سے مخلص مسلمانوں کی جماعت خواہ کتنی تھوڑی ہو کافی ہے۔

رکوع نمبر 9 (آیت ٦٥ تا ٦٩)

س 1 اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد پر اُبھارنے کے لئے کیا ترغیب دی؟

ج: مسلمانوں کو جہاد پر ابھارنے کے لئے سورۃ انفال میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ان یکن منکم عشرون صبرون یغلبو مائتین وان یکن منکم مائۃ یغلبو الفاً من الذین کفروا بانھم قوم لا یفقھونo

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد پر ابھارنے کے لئے یہ ترغیب دی کہ مسلمان اپنے سے دس گنا زیادہ کافروں پر غالب ہوں گے۔ یعنی بیس مسلمان دو سو کافروں پر غالب ہونگے۔ اور ایک سو مسلمان ایک ہزار کافروں پر غالب ہونگے۔

تخفیف:

آلـٰـن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفاً. فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبو مائتین. وان یکن منکم

الف یغلبو الفین باذن اللہ . واللہ مع الصبرین.

پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں کمزوری دیکھی اور ان کا بوجھ ہلکا کر دیا اور کہا کہ مسلمان اپنے سے دوگنا زیادہ کافروں پر غالب ہونگے۔ یعنی سو مسلمان دو سو کافروں پر غالب ہونگے اور ایک ہزار مسلمان دو ہزار کافروں پر غالب ہونگے۔

وجہ:

یہ اس لئے تا کہ مسلمان کافروں کی کثرت سے حوصلہ نہ ہاریں۔

مالِ غنیمت کا استعمال: فکلوا مما عنمتم حلالاً طیباً.

مجاہدین کو یہ ترغیب بھی دی گئی کہ ان کے لئے مالِ غنیمت کا استعمال جائز ٹھہرایا گیا۔

مغفرت کی نوید: (ان اللہ غفور الرحیم)

مسلمانوں کو مغفرت کی نوید بھی دی گئی۔

مفہومات

1۔ وماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتیٰ یثخن فی الارض . تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ .

ترجمہ: کسی نبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اسکے قبضے میں قیدی ہو جب تک وہ زمین میں خونریزی (نہ) کر لے۔ تم دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت کا فائدہ چاہتا ہے۔

مفہوم:

یہ آیت غزوہ بدر کے روز نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ اللہ کی مرضی یہ تھی کہ جب میدان بدر میں کفار کے قدم اکھڑ جائے اور وہاں سے بھاگ نکلے تو مسلمان پورے جوش وخروش سے انکا پیچھا کرتے ہوئے انکو قتل دیتے تا کہ کفر کی کمر ٹوٹ جاتی اور انکا غرور خاک میں مل جاتا۔ مگر وہ مالِ غنیمت کو اکٹھا کرنے اور قیدیوں کو قید کرنے میں مصروف رہے۔ اسی دوران بڑے بڑے کافر جان بچا کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوئے جو بعد میں کئی سال مسلمانوں کے لئے پریشانی کا باعث رہے اگر اسی دن انکا خاتمہ ہو جاتا تو کفر کی طاقت اُسی روز ٹوٹ جاتی۔

رکوع نمبر 10 (آیت ٧٠ تا ٧٥)

س: اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں قیدیوں کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

ج: سورۃ انفال میں قیدیوں کے دو قسم بیان ہوئے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

اسلام کی طرف مائل قیدی:

یاایھاالنبی قل لمن فی ایدیکم من الاسریٰ ان یعلمه الله فی قلوبکم خیر یؤتکم خیراً مما اُخذ منکم و یغفرلکم ۔ والله غفور الرحیم.

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں قیدیوں کے بارے میں حضورؐ سے فرمایا کہ ان قیدیوں (حضرت عباسؓ وغیرہ) کو جو اسلام لانا چاہتے ہیں کہہ دیں اگر تمہارے دلوں میں نیکی ہوتو فدیہ کی پروانہ کریں اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ دیگا۔ اور تمہاری پچھلی غلطیوں کو بھی معاف کردے گا۔

فریب کار قیدی: (وان یریدو خیانتک فقد خانو الله من قبل فامکن منهم والله علیم حکیم.)

لیکن اگر انہوں نے خیانت کی فریب سے کام لیا اور پھر حملہ آور ہوئے تو یہ خیانت تو وہ پہلے بھی کر چکے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دی پھر بھی بُرے اعمال کی سزا دیگا۔

اللہ تعالیٰ کی باتیں سچ ثابت ہوئیں:

یہ باتیں پوری ہوئیں جو مسلمان ہوئے انہیں بہت کچھ ملا اور جو کافر رہے تباہ و برباد ہوئے۔

س: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہجرت اور نصرت کے بارے میں کیا باتیں ارشاد فرمایا؟

ج: ہجرت و نصرت کے بارے میں قرآن نے فرمایا۔

ا۔ ہجرت:

ہجرت سے مراد ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہونا ہے۔ یہاں پر ہجرت سے مراد ان لوگوں کی فضیلت بیان کرنا ہے کہ جنہوں نے اپنے گھر بار کو چھوڑا اور املاک کو قربان کردیا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اپنی تمام رشتوں پر فضیلت دی۔

۲۔ نصرت:

یہاں پر نصرت سے دو مطلب مراد ہیں۔

الف۔ مہاجرین کی نصرت کرنے والے انصار:

یہ وہ مددگار ہیں جنہوں نے لٹے پٹے مہاجرین کی وہ مدد و نصرت کی جس کی مثال رہتی دنیا تک قائم رہے گی اور اللہ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہی لوگ انصار و مہاجرین صحیح مومن ہیں۔

ب۔ غیر مہاجرین مؤمنوں کی نصرت:

ان سے مراد وہ مؤمن ہیں جو ایمان تو لے آئیں لیکن کسی وجہ سے ہجرت نہ کر سکے اور اس نعمت سے محروم رہیں اور دوسرے ملکوں میں رہ رہے ہوں تو ان کے ساتھ مدد کرنے کے لئے فرمایا گیا۔

کہ ان لوگوں کے ساتھ ولایت کا رشتہ تو قائم نہ ہوگا۔ البتہ بھائی چارے کا رشتہ قائم رہے گا۔ اور اگر ان پر ظلم ہو رہا ہوں

تو بھائی چارے کی نسبت سے ان کی مدد کروگے۔

مگر اس مدد کے لئے ایک شرط قائم کردی کہ جس ملک میں مسلمانوں پر زیادتی ہو رہی ہو اور تمہارا ان کے ساتھ معاہدہ ہوں تو پھر معاہدے کی خلاف ورزی نہ کروگے اور صرف بات چیت سے کام لوگے۔

مفہومات:

1. مندرجہ ذیل آیت کا مفہوم بیان کریں۔

آیت: **والذین امنو وهاجرو و جهدو فی سبیل الله والذین اوو و نصروا اولئک هم المومنون حقا.**

ترجمہ: جولوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑے اور جدو جہد کی اور جنہوں نے پناہ دی اور مدد کی وہی سچے مومن ہیں۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں دین کے لئے قربانی دینے والوں مسلمانوں کے دو قسم کا ذکر ہوا ہے۔

ا۔ مہاجر:

وہ مسلمان جنہوں نے دین کی خاطر اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ہجرت کی اور اپنی تمام املاک پر رسول اللہ اکرمؐ کو برتری دی۔

۲۔ انصار:

اس میں مسلمانوں کے دوسرے قسم کا ذکر ہے کہ انہوں نے بھائی چارے کی وہ مثال قائم کی جسکی آج تک دنیا میں مثال نہیں ملتی۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی حضورؐ کا ساتھ دینے والے مسلمان اعلیٰ ہے گھر بیٹھنے والوں سے۔

......تمت بالخیر......

۞ نوٹس اسلامیات لازمی ۞

☆ برائے جماعت: ہشتم و نہم ☆

تالیف: سردار بھادر (ایم اے، بی ایڈ)

مدرس: قائداعظم پبلک سکول زیدہ (صوابی)

۞ سورۃ الاحزاب ۞

ملنے کا پتہ: سعادت بکڈ پو مین بازار مرغز

موبائل: 03009085509 موبائل: 03459687882

سورۃ الاحزاب

رکوع نمبر 1 (آیت نمبر ۱ تا ۸)

س 1 سبق کی ابتداء میں رسول اکرمؐ کو کن باتوں کی تلقین کی گئی ہے۔

ج۔ اس سورۃ مبارکہ کی ابتداء یاایھا النبی کے خوبصورت الفاظ سے کر کے رسول اکرمؐ کو مندرجہ ذیل احکامات دیے گئے۔

۱۔ اللہ سے ڈریں: (اتق اللہ)

یہاں پر رسول اکرمؐ کو تقویٰ کی تلقین کی گئی ہے۔آپؐ کو تقویٰ کی تلقین کرنا عام مسلمانوں کو تقویٰ کی تلقین کرنا ہے۔ کہ وہ اللہ کے احکامات پر عمل کرتے جائیں۔

۲۔ کفار و منافقین کی پیروی نہ کریں: (ولاتطع الکفرین والمنافقین)

رسول اکرمؐ کو ارشاد ہوا کہ ہمارے دین کی مصلحت کس چیز میں ہے اور کس چیز میں نہیں ہے۔اسکو ہم زیادہ جانتے ہیں۔اس لئے ہم جس طرح حکم دیں اس پر عمل کریں۔

۳۔ اللہ کی طرف سے وحی کی پیروی کرو۔ (واتبع ما یوحی الیک)

جب حضورؐ اپنے منہ بولے بیٹے زیدؓ کی طلاق شدہ بیوی زینب سے اللہ کے حکم پر شادی کر رہے تھے۔تو کفار نے پروپیگنڈے کا ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ اس پر رسول اکرمؐ کو ارشاد فرمایا گیا۔ کہ کفار و منافقین کی باتوں کی پروا نہ کریں۔اور اللہ کی وحی کی پیروی کریں۔

۴۔ اللہ پر بھروسہ رکھیں (وتوکل علی اللہ)

حضورؐ کو ہدایت فرمائی جارہی ہے کہ جو فرض تم پر عائد کیا گیا ہے اسے اللہ کے بھروسے پر کرتے جائیں اور دنیا بھر بھی اگر مخالف ہو تو اس کی پرواہ نہ کرو۔

س 2 اس سبق کی آیات میں منہ بولے بیٹوں کے بارے میں کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

جواب: اسلام کی تعلیم:

اللہ نے حکم فرمایا کہ منہ بولے بیٹے تمہارے حقیقی بیٹے نہیں ہو سکتے۔اور ان کو وہ تمام حقوق حاصل نہیں ہو سکتے جو ایک حقیقی بیٹے کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے بارے میں مندرجہ ذیل اصلاحات نافذ کی گئی۔

۱۔ اصل باپ کی نسبت سے بلانے کا حکم:

اس کے بارے میں سب سے پہلے جو اصلاح نافذ ہوئی وہ یہ تھی کہ نبیؐ کے منہ بولے بیٹے حضرت زیدؓ کو زید بن محمدؐ کہنے کے

awazeinqilab.com

بجائے ان کی حقیقی باپ کے نام سے زید بن حارثہ شروع کر دیا۔

۲۔ **اگر اصل باپ کا پتہ نہ ہو۔**

اگر منہ بولے بیٹوں کے والدین کا آپ کو علم نہ ہو تو اسی صورت میں یہ تمہارے دین میں بھائی اور دوست ہیں۔ اگر کوئی اُسے منہ بولا بیٹا بنا لے تو ولدیت میں اسکا استعمال نہیں ہوگا۔

۳۔ **بغیر ارادے کی کہی ہوئی بات پر پکڑ نہیں:**

مطلب یہ ہے کہ کس کو پیار سے بیٹا کہہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح ماں بیٹی، بہن، بھائی وغیرہ الفاظ بھی اگر کسی سے محض اخلاقاً استعمال کر لئے جائیں۔ تو کوئی گناہ نہیں۔ لیکن حقیقی بیٹا سمجھ کر آواز دینا، اور اس رسم کا دل میں ارادہ کرنا۔ تو اس پر پکڑ ہوگی۔

۴: **ان احکام سے اسلام کا مقصد:**

اسلام اپنی نسبت کی حفاظت کا حکم دیتا ہے کہ کوئی بھی قصداً اپنے کو غیر کا بیٹا نہ کہے۔ حضرت سعد بن وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا کہا اور وہ جانتا ہو کہ وہ شخص اسکا باپ نہیں اس پر جنت حرام ہے۔

مفہومات

1۔ **النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم وازواجه امهتهم ٥**

ترجمہ: بلاشبہ نبیؐ تو اہل ایمان کے لئے اُن کی اپنی ذات پر مقدم ہے۔ اور نبی کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں۔

تشریح:

اس کا حاصل یہ ہے کہ آپؐ کا حکم ہر مسلمان کے لئے اُن کے اپنے ماں باپ کے حکم سے زیادہ واجب العمل ہے۔ اگر ماں باپ آپؐ کے کسی حکم کے خلاف کہیں تو ان کا ماننا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح خود اپنے نفس کی تمام خواہشات پر بھی آپؐ کے حکم کو ترجیح دینی ہے۔ صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت ابوھریرہؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " کوئی مومن ایسا نہیں ہے جس کے لئے میں دنیا و آخرت میں سارے انسانوں سے زیادہ بہتر اور قریب نہ ہوں۔ اگر تمہارا دل چاہے تو اس کی تصدیق کے لئے قرآن کی یہ آیت پڑھ لو۔ النبی اولیٰ بالمؤمنین ....

ازواج مطہرات کو امت کی مائیں فرمانے سے مراد عزت کے اعتبار سے مائیں ہونا ہے۔ باقی جو ماں باپ کے دوسرے احکام ہیں جیسے کے ماں اور بیٹے کا پردہ نہ ہونا اور ایک دوسرے کے میراث میں حقدار ٹھہرنا اس سے مراد نہیں۔ بلکہ وہ ایک الگ آیت میں بیان ہوئے ہیں۔

2۔ **ما جعل الله لرجل من قلبين فی جوفه.**

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے سینے میں دو دل نہیں رکھیں۔

تشریح:

کفار میں یہ رسم اور غلط خیال چڑھا تھا کہ جو آدمی ذہین ہوتا تھا تو وہ لوگ کہتے تھے کہ اس آدمی کے سینے میں دو دل ہیں۔ تو اس غلط خیال کی یہاں پر تردید کی گئی۔ کہ جس طرح تم لوگوں کا خیال ہے کہ ایک آدمی کے سینے میں دو دل ہوتے ہیں تو حقیقت میں اس طرح نہیں ہے۔

یا اس سے مراد یہ ہے کہ ایک آدمی کے دل میں بیک وقت کفر اور اسلام نہیں ہو سکتے بلکہ یا تو کفر ہوگی یا اسلام کی دولت۔

3۔ **وما جعل ازواجكم الّئ تظهرون منهن امهتكم.**

ترجمہ: اور تمہاری بیویاں جس سے تم ظہار کرتے ہو (یعنی ان کو اپنی ماں کہہ بیٹھے ہو) تمہاری مائیں نہیں ہے۔

تشریح:

ظہار عرب کے ایک خاص اصطلاح ہے قدیم زمانے میں لوگ بیوی سے لڑتے ہوئے کبھی یہ کہہ دیتے تھے کہ "تیری پیٹھ میرے لئے میری ماں جیسی ہے" اور یہ بات جب کسی کے منہ سے نکل جاتی تھی تو یہ سمجھا جاتا تھا۔ کہ یہ عورت اس پر حرام ہوگئی۔ کیونکہ وہ اُسے ماں سے تشبیہ دے چکا ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ بیوی کو ماں کہنے یا ماں کے ساتھ تشبیہ دینے سے وہ ماں نہیں بن جاتی۔ ماں تو وہی ہے جس نے آدمی کو جنا ہے۔ محض زبان سے ماں کہہ دینا حقیقت کو نہیں بدل سکتا۔ کہ جو بیوی ہے وہ تمہارے کہنے سے ماں بن جائے۔

رکوع نمبر 2 (آیت ۹ تا ۲۰)

سوال 1 سبق کی آیات کی روشنی میں بتائیں غزوہ احزاب میں اہل ایمان کو اللہ کی تائید ونصرت کیسے حاصل ہوئی؟

جواب: اللہ کی تائید ونصرت کے بارے میں سورۃ الاحزاب میں ارشاد ہے۔

يا ايها الذين امنو اذكرو نعمة الله عليكم اذ جاء تكم جنود فارسلنا عليهم ريحا و جنوداً لم تروها.
وكان الله بما تعملون بصيراً ٥

ترجمہ: اے ایمان والوں اپنے اوپر اللہ کی نعمت (اس کا احسان) یاد کرو۔ جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے۔ تو ہم نے اُن پر آندھی بھیجی اور ایسے لشکر جنہیں تم نے نہ دیکھا اور اللہ اسے دیکھنے والا ہے جو تم کرتے ہو۔

غزوہ احزاب:

۵ ہجری غزوہ خندق کے موقع پر تمام عرب مسلمانوں پر اُمڈ آیا لیکن مسلمانوں کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا۔ اور دشمن کی بڑی فوج کو اللہ نے شکست دی اور مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔

ا۔ آندھی کا بھیجنا:۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ محاصرہ کے دنوں میں ایسی طوفانی آندھی آئی۔ کہ خیموں کی چوبیں اور طنابیں اکھڑ گئیں۔ سواری کے جانور تتر بتر ہو گئے۔ سردی زیادہ ہونے کی وجہ سے آگ جلانا مشکل ہو گیا تھا۔ اور اس کے ساتھ انتہائی اندھیرا تھا۔ اس صورت حال نے دشمن پر رعب طاری کر دیا۔

ا۔ نظر نہ آنے والی فوجیں:

اور اس آندھی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا دوسرا انعام یہ تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسی فوجیں بھی بھیجی جو مسلمانوں کو نظر نہیں آتی تھی۔ یہ اشارہ ملائکہ کے افواج کی طرف ہے۔ جو ہمیشہ اہل ایمان کے ساتھ رہتی ہیں۔ اگر چہ وہ خود نظر نہیں آتیں۔ لیکن ان کے شاندار غیبی کارنامے نظر آتے ہیں۔ جن سے اہل ایمان کو حوصلہ ملا۔ اور اُن کے دشمن پر رعب طاری ہوا۔

سوال: غزوہ احزاب کے دوران آزمائش کی گھڑیوں میں اہل ایمان اور منافقین کا کیا طرز عمل تھا؟

جواب: ۵ ہجری میں [illegible] ہو کر مسلمانوں کے خلاف برسر پیکار ہوئی اور خاص طور پر بنو قریظہ کی وعدہ خلافی کے بعد تو کلیجے منہ کو آنے والا منظر تھا۔ اس سخت آزمائش کی گھڑی میں مسلمانوں اور منافقین کے درمیان فرق واضح ہو رہا تھا۔

ا۔ آزمائش کی گھڑیوں میں منافقین کا طرز عمل:

اس آزمائش کی گھڑیوں میں منافقین اور مسلمانوں کے درمیان فرق واضح ہو رہا تھا۔ منافقین اندر ہی اندر سے خوش ہو رہے تھے کہ مسلمانوں کی بربادی کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ مسلمانوں کو طعنے دیتے تھے۔ کہ تم کیسے فتح حاصل کر سکتے ہو۔ تم تو قیصر اور کسریٰ کے محلات کے فتح کرنے کے دعوے کر رہے ہو۔ جبکہ یہاں تم لوگ خوف کی وجہ سے کانپ رہے ہو۔ اس طرح کے پروپیگنڈے کرنے میں منافقین پیش پیش تھے۔ اس سختی کے وقت میں منافقین اور کمزور دل مسلمان بھاگنے لگے۔ کچھ منافقین تو بغیر اطلاع دیے ہوئے بھاگ نکلے۔ اور کچھ مختلف بہانے بنا کر بھاگ نکلے۔ مثلاً یہ منافق کہتے تھے کہ ہمارے گھر خالی ہیں۔ حالانکہ اللہ نے فرمایا کہ ان کے گھر خالی نہیں ہیں۔ بلکہ یہ بھاگنا چاہتے ہیں۔

اہل ایمان کا طرز عمل:

ان آزمائش کی گھڑیوں میں اہل ایمان استقامت کے مینار ثابت ہوئے۔ ان کا طرز عمل مندرجہ ذیل تھا۔

ا۔ سخت سردی کو برداشت کرنا: اہل ایمان نے سخت سردی کو برداشت کیا۔

۲۔ بھوک کو برداشت کرنا: بھوک سے بے تاب ہوئے تو پیٹ پر پتھر باندھے۔

۳۔ گھبرائے نہیں: دشمن کی بڑی فوج کو دیکھ کر نہیں گھبرائے۔

۴۔ بنو قریظہ کے وعدہ خلافی کے بعد ڈٹے رہے: بنو قریظہ کے وعدہ خلافی پر خوف پھیلایا گیا تو مسلمان ڈٹے رہے۔

۵۔ جرأت اور بہادری کا اظہار: جرأت اور بہادری سے دشمن کا مقابلہ کیا۔

۶۔ رسول اکرمؐ کی اطاعت: ہر حال میں رسول اکرمؐ کی اطاعت کی۔

سوال: جہاد میں رکاوٹ ڈالنے والوں (المعوقین) کے بارے میں کیا فرمایا گیا ہے؟

جواب: المعوقین سے مراد:

المعوقین سے مراد وہ منافق تھے جو جنگ میں مندرجہ ذیل طریقوں سے رکاوٹیں ڈال رہے تھے۔

ا۔ اپنے بھائیوں کو روکتے تھے: مدینے کے لوگ جب جنگ کیلئے جاتے تھے۔ تو انہیں کہتے کہ ہماری طرف آ جاؤ۔

۲۔ مسلمانوں کے ساتھ بخیل تھے: وہ مسلمانوں کے ساتھ جانی اور مالی دونوں طرح سے بخل کرتے تھے۔

۳۔ بزدلی کی بناء پر جنگ میں کم حصہ لینا: چونکہ یہ منافق انتہائی بزدل تھے اسلئے جنگ میں کم حصہ لیتے تھے۔

۴۔ خوف کے وقت ان کی حالت: خوف کے وقت ان کی حالت اُس شخص جیسی ہوتی جو قریب الموت ہو۔

۵۔ جب خوف ختم ہو جائے: جب خوف ختم ہو جائے تو مسلمان کو اپنی تیز زبانوں سے نقصان پہنچاتے تھے۔

۶۔ اگر فوجیں آ جائیں تو ان کی تمنا: یہ تمنا کرتے ہیں کہ اگر فوجیں آ جائیں یہ منافق کہیں دور صحراؤں میں جا بسے۔

۷۔ فرار کے بہانے بناتے ہیں: یہ منافق لوگ میدان جنگ سے بھاگنے کیلئے مختلف بہانے بناتے ہیں۔

۸۔ مالِ غنیمت کے حریص ہیں: مال غنیمت کے انتہائی حریص ہیں۔

رکوع نمبر 3 (آیت ۲۱ تا ۲۷)

الف۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

ترجمہ: درحقیقت تم لوگوں کے لئے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ تھا۔

تشریح:

جس سیاق و سباق میں یہ آیت ارشاد ہوتی ہے اس کے لحاظ سے رسول کے طرز عمل کو اس جگہ نمونے کے طور پر پیش کرنے سے مقصد منافقین کو سبق دینا تھا۔

awazeinqilab.com

جنہوں نے جنگ احزاب میں خودعرضی سے کام لیا۔ ان سے فرمایا جا رہا ہے کہ تم کو دیکھنا چاہیے تھا کہ تم جس رسولؐ کی پیروی میں شامل ہوتے ہو۔ اگر کسی گروہ کا لیڈر خودغرض ہو۔ خود آرام طلب ہو اور خطرے کے وقت خود بھاگ نکلنے کی تیاریاں کر رہا ہو۔ پھر تو اس کے پیروں کی طرف سے ان کمزوریوں کا ہونا صحیح ہوسکتا ہے۔ مگر یہاں پر تو رسولؐ کا حال یہ تھا کہ ہر مشقت جو آپؐ نے دوسروں سے مطالبہ کیا۔ اسے برداشت کرنے ہیں آپؐ خود شریک تھے۔ مثلاً خندق کھودنے میں، بھوک برداشت کرنے میں، محاذ جنگ میں تکالیف برداشت کرنے میں عرض سب سخت موقعوں پر آپؐ شریک تھے۔ عرض جو کوئی بھی آپ کے تابعداری کا دعوٰی کرتا ہے۔ اسے یہ نمونے دیکھ کر اس کی پیروی کرنی چاہیے تھی۔

اس کے علاوہ یہ حکم عام ہے کہ تمام مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنا چاہیے۔

ب۔ فمنهم من قضٰی نحبهٗ ومنهم من ينتظر:

ترجمہ: ان مومنوں میں بعض وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور ان میں بعض وہ ہیں جو انتظار میں ہیں۔

تشریح:

اس آیت میں منافقین کے مقابلے میں مسلمانوں کی حالت بیان کی جارہی ہے کیونکہ منافقین نے اللہ اور رسولؐ سے یہ عہد کیا تھا کہ اب کسی جنگ کا موقع آیا تو وہ پیٹھ نہیں دکھائیں گے۔ لیکن جب موقع آیا تو بھاگنے کے بہانے ڈھونڈنے لگے۔ یہ اُن کے مقابلے میں اللہ کے وفادار بندوں کا ذکر ہے۔ کہ مسلمانوں کے اندر وہ مردانِ حق بھی ہے جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے وعدے کو اس کی راہ میں جانیں دے کر پورا کر دکھایا اور جنہوں نے یہ عہد پورا نہیں کیا ہے وہ سر ہتھیلی پر لئے کھڑے ہیں کہ کب موقع آئے کہ وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔

ج: وكفى الله المؤمنين القتال:

ترجمہ: اور اللہ تعالٰی جنگ کے موقع پر مومنوں کے لئے کافی ہوگیا۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں جنگِ احزاب کی طرف اشارہ ہے۔

ا۔ جنگ کا موقع نہیں آیا:

جنگ احزاب میں افواج کا آمنا سامنا اور جنگی مقابلہ نہیں ہوا۔ کیونکہ مسلمانوں نے خندق کھودی تو لڑائی نہیں ہوئی۔ اور جو خندق پار کرنے کی کوشش کرتے تو انہیں قتل کر دیا جاتا۔

۲۔ مشکل حالات درپیش تھے۔

غزوہ احزاب میں مسلمانوں کی تعداد کفار کے مقابلے میں بہت کم تھی۔ اسکے علاوہ سردی اور خوراک کی کمی کی وجہ سے

مسلمان مشکل حالات کا سامنا کر رہے تھے۔

۳۔ اللہ کا کافی ہونا:

اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کی مدد کے لئے میدان جنگ میں فرشتے بھیجے۔ اور اسکے ساتھ آندھی بھیجی۔ جس سے کفار میں خوف پھیل گیا اور وہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ اللہ تعالٰی کے کافی ہونے سے یہی مراد ہے۔

د: مفہوم نمبر ب سے استفادہ کریں۔

رکوع نمبر 4 (آیت ۲۸ تا ۳۴)

س1 اس سبق کی آیت کے حوالے سے بتائیں کہ اللہ نے ازواج النبی کو کن دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کے بارے میں کیا فرمایا؟

ج: شانِ نزول:

جب فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا تو مسلمانوں کی حالت بہتر ہونے لگی۔ حضورؐ کا دنیا سے لگاؤ کم تھا اسلئے انہوں نے دنیاوی سہولتوں کا خیال نہیں رکھا۔ ازواج مطہرات نے تنگی کی وجہ سے فقر و فاقے کا رونا رویا۔ رسولؐ یہ سن کر بہت غم زدہ ہوئے۔ ازواج مطہرات کا مطالبہ غلط نہیں تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کا دنیا سے لگاؤ کم تھا اور وہ صرف سادگی کو پسند کرتے تھے۔

ازواج مطہرات کے مطالبے کے بعد رسول اللہؐ تیس (۳۰) دن تنہائی میں چلے گئے تب آپؐ پر اس معاملے کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

ازواج النبیؐ کو اختیار:

يا ايها النبی قل لازواجک ان كنتن تردن الحيوة الدنيا و زينتها فتعالين امتعكن و اسرحكن سراحا جميلاo وان كنتن تردن الله ورسوله والدار الاخرة فان الله اعد للمحسنت منكن اجرا عظيماo

ترجمہ: اے نبی کریمؐ اپنی بیویوں سے کہہ دیں کہ اگر تم دنیاوی مال و متاع اور اسکی زینت و زیبائش چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ دو اور اچھی طرح رخصت کردوں۔ اگر تم اللہ اور اسکے رسول کو چاہتی ہو اور آخرت کے گھر کو۔ تو اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لئے بہت بڑا اجر رکھا ہے۔

ازواج النبیؐ کی پسند:

حضورؐ نیچے آئے اور یہ دونوں آیت ازواج مطہرات کے سامنے پیش کئے اور فرمایا کہ ان دونوں باتوں میں سے ایک بات اختیار کرلو۔ سب نے جواب دیا کہ ہم دوسری بات کو پسند کرتے ہیں اس طرح انہوں نے دنیاوی لذتوں کو ٹھکرا کر اللہ اور اسکے رسول کو پسند کرلیا۔

س2 ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو کن آداب کی تلقین کی ہے؟

ج: **ازواج مطہرات کو آداب کی تلقین:**

رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کو مندرجہ ذیل آداب کی تلقین کی گئی ہے۔

ا۔ **فواحش سے اجتناب:** (یانساء النبی من یأت من کن بفاحشة مبینة یضاعف لها العذاب ضعفین)

ان سے فرمایا گیا کہ فحش کاموں سے گریز کریں کیوں کہ اُنہیں دگنا عذاب ملے گا۔

۲۔ **گفتگو میں ملائمت پیدا کرنا:** (فلا تخضعن بالقول)

اُن سے فرمایا گیا کہ غیر مردوں سے بات چیت کرتے ہوئے نرم لہجے میں بات مت کرو۔

۳۔ **گھروں میں قرار پکڑو:۔** (وقرن فی بیوتکن)

ان کو فرمایا گیا کہ اپنے گھروں میں قرار پکڑ و اور بغیر ضرورت کے گھر سے باہر مت نکلیں۔

۴۔ **بناؤ سنگھار کا اظہار مت کرتی پھرو:** (ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولیٰ)

ان کو بے پردہ نکلنے سے منع کیا گیا۔

۵۔ **نماز قائم کرو:** (واقمن الصلوٰة)

ان کو نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا۔

۶۔ **زکوۃ دیا کریں:** (واتین الزکوٰة)

زکوۃ ادا کرنے کی تلقین کی گئی۔

۷۔ **اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت:** (واذکرن مایُتلیٰ فی بیوتکن)

ازواج مطہرات کو اللہ اور اسکے رسول کی حکموں کی اطاعت کرنے پر زور دیا گیا۔

۸۔ **رسول کی احادیث اور اللہ کی آیات یاد کریں:**

اسکے علاوہ انہیں رسول اللہ کی احادیث اور اللہ کی آیات جو انکے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں۔ یاد رکھیں۔

س3 مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم لکھیں۔

ا۔ **یا نساء النبی لستن کاحد من النساء .**

ترجمہ: اے نبی کے بیویوں! تم کسی عام عورت کی طرح نہیں ہو۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں رسول اللہ کی بیویوں کا مقام بیان کیا جا رہا ہے۔

نبی کے بیویوں کا مقام:

نبی کریمؐ کی بیویوں سے ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ:

''اے نبی کی بیویوں! تمہاری حیثیت اور مرتبہ عام عورتوں کی طرح نہیں۔ آخر اللہ نے تمہیں رسول اللہ کی زوجیت کے لئے منتخب فرمایا اور اسکے علاوہ تمہیں امہات المومنین بنایا۔ تم تمام عورتوں کے لئے ایک مثال کی مانند ہو۔ تمام عورتیں تمہارے طریقوں پر زندگی گزاریں گی۔

۲۔ **وقرن فی بیوتکن:**

ترجمہ: اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو:

مفہوم:

اصل میں لفظ قرن استعمال ہوا ہے بعض افراد اسکو قرار سے اور بعض وقار سے ماخوذ قرار دیتے ہیں۔ اگر اسکو قرار سے ماخوذ لیا جائے تو معنی ہونگے قرار پکڑ و اور ٹک کر رہو۔ اور اگر وقار سے لیا جائے تو معنی ہونگے سکون سے رہو اور چین سے بیٹھو۔ دونوں صورتوں میں آیت کا مقصد یہ ہے کہ عورت کا اصل دائرہ عمل اسکا اپنا گھر ہے۔ اُسکو اس دائرے میں رہ کر اپنے فرائض بخوبی ادا کرنی چاہیے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ عورتوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ساری فضیلت تو مرد لوٹ گئے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ بڑے بڑے کام کرتے ہیں۔ ہمیں کیا کام کرنا چاہیے کہ ہمیں بھی مجاہدین کے برابر اجر مل سکے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا جو تم میں سے اپنے گھر میں بیٹھے گی وہ مجاہدین کے عمل کو پالے گی۔

ج: **ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولیٰ**

ترجمہ: **اور جاہلیت اولیٰ کی طرح بناؤ سنگھار کا اظہار نہ کرتی پھرو۔**

مفہوم:

تبرج کے معنی عربی زبان میں نمایاں ہوئے، ابھرے ہوئے اور کھل کر سامنے آنے کے ہیں۔ عرب ہر ظاہر چیز کے لئے برج کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ برج کو برج اسکے ظاہر ہونے کی بناء پر ہی کہا جاتا ہے۔ بادبانی کشتی کے لئے بارجہ کا لفظ اسلئے بولا جاتا ہے کیونکہ اسکی بادبانی دور سے نمایاں ہوجاتی ہے۔ عورت کے لئے جب تبرج کا لفظ استعمال کیا جائے تو اسکے تین مطلب ہونگیں

ا۔ ایک تو یہ کہ وہ اپنے چہرے اور جسم کا حسن لوگوں کے سامنے نمایاں کرے۔

۲۔ دوسرا یہ کہ وہ اپنے لباس اور زیور کی شان سے اپنے آپ کو نمایاں کرے

۱۰۔ **<u>اللہ کو زیادہ یاد کرنے والے مرد اور عورتیں:</u>**

یہ لوگ اللہ کے ذکر واذکار میں اور قرآن کی تلاوت میں مشغول رہتے ہیں۔

۱۱: **<u>مغفرت اور بڑے اجر کی خوشخبری:</u>**

ان کے لئے بخشش اور بڑے کی خوشخری ہے۔

سوال 2 اللہ اور اس کے رسول کے فیصلوں کے مطابق اہل ایمان کا کیا طرز عمل ہونا چاہیے؟

ج : مفہوم الف سے استفادہ کریں۔

سوال 3 اس سبق میں حضرت زیدؓ کے متعلق جو باتیں بیان کی گئی ہیں۔انہیں بیان کریں۔

ج: حضرت زیدؓ حضورؐ کے آزاد کردہ غلام تھے اور منہ بولے بیٹے تھے۔

حضرت زیدؓ کا نکاح حضورؐ کی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ سے ہوا لیکن اُنکا میاں بیوی کا جو تعلق تھا۔زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا اور طلاق ہوگئی۔ سورۃ احزاب میں زیدؓ کے متعلق مندرجہ ذیل باتیں ارشاد ہوئی ہے۔

<u>رسول اللہؐ کی نصیحت اور اس پر اللہ کی ناراضگی کا اظہار:</u>

سورۃ الاحزاب میں رسول اللہ ﷺ کی نصیحت جو حضرت زیدؓ کو کی تھی اس طرح ہے۔

وَاِذْ تَقُوْلُ الَّذِیْ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ اَمْسِکْ عَلَیْکَ زَوْجَکَ وَتَّقِ اللّٰہ.

ترجمہ: اور جب آپؐ اُس شخص کو جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپؐ نے انعام کیا کہہ رہے تھے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس روکھے رکھ اور اللہ سے ڈرو۔

اس پر اللہ نے ناراضگی کا اظہار کیا کہ یہ طلاق ہونے والی ہے۔ پھر آپ کیوں زیدؓ کو طلاق نہ دینے کی نصیحت کر رہے ہیں۔

<u>رسول اللہؐ کے نکاح کی فضیلت:</u>

حضرت زیدؓ نے جب حضرت زینبؓ کو طلاق دے دی تو رسول اللہؐ نے اُن سے نکاح کرلیا۔آپؐ کے نکاح کی فضیلت کچھ اس طرح قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے۔

فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْھَا وَطَرًا زَوَّجْنٰکَھَا لِکَیْ لَایَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِھِمْ اِذَا قَضَوْ مِنْھُنَّ وَطَرَ وَکَانَ اَمْرُاللّٰہِ مَفْعُوْلًا o

ترجمہ: اور جب زیدؓ نے اُس سے اپنی حاجب پوری کرلی تو ہم نے اُسے آپ کے نکاح میں دے دیا تا کہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں کوئی تنگی نہ رہے جب وہ ان سے اپنی حاجت پوری کرلیں۔اور اللہ کا حکم ہوکر رہنے والا ہے۔

مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کریں۔

نوٹ: سوال نمبر 2 کا جواب اس میں موجود ہے۔

الف۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ .

ترجمہ: اور کسی مومن مرد یا عورت کے لئے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اسکا رسول کسی کام کا فیصلہ کر دیں تو اس میں اپنا اختیار سمجھیں۔

مفہوم:

شان نزول:

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی جب حضورؐ نے یہ پیغام دیا کہ حضرت زینبؓ کا نکاح حضرت زیدؓ سے ہو جائے۔ اس پر حضرت زینبؓ نے کہا کہ انا خیر منه نسباً یعنی میں اس سے نسب میں بہتر ہوں۔ اسی طرح کی ناخوشی کا اظہار اُنکے بھائی عبداللہ بن جحش نے بھی کیا کیونکہ زینبؓ حضورؐ کی پھوپھی (امیمہ بنت عبدالمطلب) کی صاحبزادی تھی جبکہ حضرت زیدؓ ایک غلام تھے۔ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اسکے بعد حضرت زینبؓ اور اُنکے بھائی نے یہ رشتہ قبول کر لیا اور انکا نکاح حضورؐ نے پڑھایا۔

یہ آیت اگرچہ ایک خاص موقع پر نازل ہوئی مگر جو حکم اس میں بیان ہوا ہے وہ اسلامی آئین کا اصل ہے۔ اور یہ پورے اسلامی نظام زندگی پر لاگو ہوتا ہے۔ اس کے تحت کسی ادارے یا ریاست کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ کسی کام کا فیصلہ کر دیں اور وہ اس میں اپنا اختیار سمجھیں۔

ب۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ.

ترجمہ: محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ آپؐ تو اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں۔

مفہوم:

اس ایک فقرے میں اُن تمام اعتراضات کی جڑ کاٹ دی گئی جو مخالفین آپکے اس نکاح پر کر رہے تھے۔ جو آپؐ نے حضرت زینبؓ سے کی تھی۔

پہلا اعتراض:

انکا پہلا اعتراض یہ تھا کہ آپؐ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کیا ہے حالانکہ آپؐ کی اپنی شریعت میں بیٹے کی بیوی باپ پر حرام ہے اسکے جواب میں فرمایا گیا کہ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ یعنی کہ جس شخص کی طلاق شدہ بیوی سے نکاح کیا گیا وہ بیٹا تھا کب کہ اُسکی بیوی سے نکاح حرام ہوتا اور تم لوگ تو جانتے ہو کہ رسول اللہ کا کوئی بیٹا ہی نہیں۔

دوسرا اعتراض:

ان کا دوسرا اعتراض یہ تھا کہ اگرچہ منہ بولا بیٹا حقیقی نہیں تو پھر اسکی بیوی سے نکاح کرنا شاید جائز ہی ہوسکتا ہے۔ کیا اس کا کرنا ضروری تھا۔ اس پر فرمایا گیا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں یعنی اللہ کا رسول ہونے کی حیثیت سے اُن پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ جو چیزیں جائز ہیں اور تمہاری رسموں نے انہیں ناجائز بنا دیا ہے انہیں پورے دلائل سے حلال اور جائز ثابت کر لے۔

اس پر مزید زور دے کر فرمایا گیا۔ کہ نبی کریمؐ کے بعد کوئی رسول تو درکنار نبی تک آنے والا نہیں ہے۔ اگر قانون اور معاشرے کی اصلاح اُن کے زمانے میں نافذ ہونے سے رہ جائے تو بعد کا آنے والا نبی یہ کمی پوری کریگا۔ لہٰذا یہ اور بھی ضروری ہو گیا تھ کہ اس رسم جاہلیت کا خاتمہ وہ خود ہی کر کے جائیں۔

ج: **الذین یبلغون رسالات اللہ و یخشونہ ولایخشون احداً الااللہ.**

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے پیغامات کو پہنچاتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے ہیں۔

مفہوم: یعنی انبیاء سابقین کی صفت ہے کہ وہ اللہ کی پیغاموں کے تبلیغ کرتے رہے ہیں۔ اس معاملے میں انہوں نے کسی اور کی پروا نہیں کی۔ یعنی انبیا و رسل کو اللہ کے پیغامات پہنچانے میں اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہیں رہا۔ اور آپ ﷺ کا طریقہ بھی یہی ہے۔ پھر اس نکاح کے معاملے میں رکاوٹ کیوں ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی سو بیویاں تھیں۔ اسی طرح سلیمان علیہ السلام بھی زیادہ بیویوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ جو الزام (زیادہ شادیاں) یہ بیوقوف آپ ﷺ کو دے رہے ہیں پہلے انبیاء کے زندگی میں اس سے بڑھ کر مثالیں موجود ہیں۔ لہٰذا آپ کو اس طرح کے بیوقوفانہ اعتراضات پر نظر نہیں رکھنا چاہیے۔ بلکہ جو ذمہ داری آپ ﷺ پر عائد کی جارہی ہے۔ اس کو پورا کرتے جائیں۔

رکوع نمبر 6 (آیت ۴۱ تا ۵۲)

س 1 اس سبق میں رسول اللہ کا مقام و منصب بیان کیا گیا ہے؟

ج: رسول اللہ ﷺ کا مقام و منصب:

سورۃ احزاب میں آپ ﷺ کے مقام و منصب کے بارے میں ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِداً وَ مُبَشِّراً وَنَذِيْراً. وَدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْراً ٥

ترجمہ: اے نبی کریمؐ ہم نے آپکو گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بھیجا اور اُسکے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا اور ایک روشن چراغ۔

رسول اللہ کا مقام و منصب:

اس آیت کریمہ کے حوالے سے رسول اللہ کا مقام و منصب کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ **شاہد:**

یعنی آخرت میں جب اللہ کی عدالت قائم ہوگی۔ تو نوحؑ کی قوم شکایت کرے گی کہ ہمیں اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ کی امت ان پر گواہی دیں گے کہ نوحؑ نے پیغام پہنچایا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنی امت کی گواہی دیں گے۔

۲۔ **مبشر:**

یعنی جو آپ کے پیغام کو قبول کرلیں انہیں ابدی کامیابی کی خوشخبری دیں۔

۳۔ **نذیر:**

جو نبی کریم کے احکامات سے انکار کرے گا۔ تو انکو انکے خطرناک نتائج سے آگاہ کردیں۔

۴۔ **وداعیاً الی اللہ:**

یعنی آپ اللہ کے حکم سے اس عہدے پر فائز ہیں تاکہ آپ لوگوں کو اللہ کے راستے کیطرف لائیں۔ اس لئے اللہ آپ کا ضرور ساتھ دیگا۔

۵۔ **وسراجاً منیراً:**

یعنی آپ تمام لوگوں کے لئے ایک روشن چراغ ہیں جو لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر سیدھے راستے پر لانے کے لئے رہنمائی فرمارہے ہیں۔

س2 اس سبق میں طلاق کا کیا خاص حکم بیان ہوا ہے؟

ج: سورۃ احزاب میں طلاق کے بارے میں ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا ۖ فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝

طلاق کا خاص حکم:

اس آیت میں ارشاد ہوا ہے کہ اگر کسی عورت سے نکاح کرلینے کے بعد خلوت صحیحہ سے پہلے ہی کسی وجہ سے طلاق ہوجائے تو طلاق شدہ عورت پر کوئی عدت واجب نہیں۔ وہ فوراً ہی دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔ اس آیت مذکورہ میں ہاتھ لگانے سے مراد صحبت ہے خواہ وہ حقیقی ہو یا حکمی۔ آگے اسلامی اصولوں کے مطابق ارشاد ہوا کہ مطلقہ عورت کو شرافت اور حسن سلوک کے ساتھ رخصت کیا جائے کچھ سامان دے کر رخصت کردینا ہر طلاق شدہ کے لئے مستحب اور سنت ہے اور بعض اوقات یہ دینا واجب بھی ہوتا ہے۔ کہ اگر مہر ادا نہیں کیا گیا ہے تو اس صورت میں نصب مہر ادا کرنا واجب ہے اور اگر مہر ادا کیا گیا ہے تو ایک جوڑا دینا مستحب مسنون ہے۔

سوال 3 ان آیات میں رسول اکرمؐ کے لئے نکاح کے کیا خصوصی ضوابط بیان کیے گئے ہیں؟

ج: **رسول اکرم ﷺ کی حیثیت:**

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ رسول اکرمؐ عام انسانوں جیسے نہیں ہیں بلکہ وہ تو اللہ کے نبیؐ ہیں جس کی وجہ سے ان کا رتبہ روئے زمین میں سب سے اعلیٰ ہے اور نکاح کے حوالے سے اللہ نے آپ کو جو خصوصی رعایت دی وہ مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ **مہر ادا کرنے کے بعد بیویوں کی تعداد پر کوئی پابندی نہیں:**

حضور ﷺ کی زینبؓ کے ساتھ شادی کے بعد منافقین نے اعتراض کیا کہ آپؐ نے پانچویں شادی کیوں کرلی اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ حضورؐ مہر ادا کرنے کے بعد جتنے بیویوں سے شادی کرنا چاہے تو جائز ہے۔

۲۔ **لونڈیاں حلال ہے۔**

رسول اکرم ﷺ کو ارشاد فرمایا گیا کہ آپؐ کے پاس جو لونڈیاں ہیں وہ بھی آپؐ کے لئے حلال ہے۔

۳۔ **مہاجر چچا، پھوپھی، ماموں، خالی کی بیٹیوں سے شادی کی اجازت:**

آپؐ کو آپ کے چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ کے بیٹیوں کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت دے دی بشرطیکہ انہوں نے ہجرت کی ہوں۔

۴۔ **مومن عورت جو اپنے آپ کو بخش دیں:**

اس میں رسول اکرم کو فرمایا گیا۔ کہ آپؐ کے لئے وہ عورت بھی جائز ہے جو بغیر مہر کے آپؐ کے ساتھ نکاح کرنا چاہے۔

حضرت میمونہؓ کے ساتھ آپؐ نے بغیر مہر نکاح کیا۔

۵۔ **آپؐ پر مساویانہ سلوک کی پابندی نہیں:**

آپ ﷺ پر مساویانہ سلوک کی پابندی نہیں رکھی گئی۔ لیکن آپؐ نے پھر بھی تمام ازواج مطہرات سے مساویانہ سلوک کیا۔

۶۔ **حضور ﷺ کے بعد ازواج النبی سے نکاح حرام ہے۔**

اسکے علاوہ آپؐ کی وفات کے بعد ازواج النبیؐ کے ساتھ عام مسلمانوں کا نکاح حرام قرار دیا گیا تھا۔

رکوع نمبر7 (آیت ۵۳ تا ۵۸)

س1 ان آیت میں اہل ایمان کو رسول اللہ کے گھرانے کے کیا آداب سکھائے ہیں؟

ج: **رسول اللہ کے گھرانے کے آداب مندرجہ ذیل ہیں۔**

۱۔ **کھانے کے آداب:**

awazeinqilab.com

سورۃ احزاب میں کھانے کے اداب کے بارے میں ارشاد ہے۔

یَاۤاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْ لَاتَدْخُلُوْ بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّا اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَنَاظِرِیْنَ اِنٰهُ وَلٰکِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْ فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْ نِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ٥

ترجمہ: اے ایمان والوں تم نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو سوائے اسکے کہ تمہیں اجازت دی جائے کھانے کے لئے اسکے پکنے کی راہ نہ تکو۔ لیکن جب تمہیں بلایا جائے تو تم داخل ہو۔ پھر جب تم کھانا کھا لو۔ تو منتشر ہو جایا کرو۔ اور باتوں کے لئے جی لگا کر نہ بیٹھے رہو۔

اس آیت کے حوالے سے مندرجہ ذیل آداب کا ذکر ہے۔

i۔ اے ایمان والو! رسول اللہ ﷺ کے گھر میں بغیر اجازت کے داخل مت ہو۔

ii۔ دوسرا یہ کہ جب داخل ہونے کی اجازت بلکہ کھانے کی دعوت بھی ہو تو وقت سے پہلے آ کر کھانا تیار ہونے کے انتظار میں نہ بیٹھ جاؤ۔

iii۔ تیسرا ادب یہ کہ کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے کاموں میں منتشر ہو جاؤ اور گپ شپ لگانے کے لئے جم کر نہ بیٹھو۔

<u>ازواج النبیؐ سے پردے کے پیچھے سے مانگو:</u> (واذا سألتموھن متاعا فاسئلوھن من وراء الحجاب)

مومنوں کو یہ حکم دے دیا گیا کہ اگر ازواج النبیؐ سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔

<u>حضورؐ کے بعد ازواج النبیؐ سے نکاح حرام ہے۔</u>

چونکہ ان کو امہات المومنین کا درجہ دے دیا گیا تھا اسلئے ان کے ساتھ نکاح کا کرنا حرام قرار دے دیا گیا تھا۔

س2 رسول اللہؐ کے ہاں کھانے کی دعوت پر آنے والوں کو کن آداب کی تلقین کی گئی ہے؟

ج: <u>رسول اللہ کے ہاں کھانے کی دعوت پر آنے والوں کو آداب:</u>

سورۃ الاحزاب میں کھانے کے اداب کے بارے میں ارشاد ہے۔

یَاۤاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْ لَاتَدْخُلُوْ بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّا اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَنَاظِرِیْنَ اِنٰهُ وَلٰکِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْ فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْ نِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ٥

ترجمہ: اے ایمان والو! نبی کریمؐ کے گھرانے میں بغیر اجازت کے داخل مت ہو لیکن جب تمہیں اجازت دی جائے کھانے کی تو وقت سے پہلے آ کر کھانے کے پکنے کے انتظار میں نہ بیٹھ جاؤ۔ لیکن جب تمہیں بلایا جائے تو داخل ہو جاؤ اور جب کھانا کھا لو تو اپنے کاموں میں منتشر ہو جاؤ اور باتوں کے لئے جم کر نہ بیٹھو۔

<u>آداب:</u>

اس آیت کی روشنی میں مندرجہ ذیل آداب بیان کیے گئے ہیں۔

<u>ا۔ بغیر اجازت کے مت جاؤ:</u>

رسول اللہؐ کے ہاں کھانے کے آداب میں سب سے پہلا ادب یہ بتا دیا گیا ہے کہ جب تمہیں کھانے کے لئے اجازت مل جائے تو اس صورت میں جانا ہے۔

<u>۲۔ کھانا تیار ہونے سے پہلے مت چلو:</u>

جب تمہیں کھانے کی اجازت دی جائے تو وقت سے پہلے آ کر کھانا تیار ہونے کے انتظار میں مت بیٹھا کرو۔

<u>۳۔ کھانا کھانے کے بعد جم کر نہ بیٹھو۔</u>

جب تم کھانا کھا لو تو اپنے اپنے کاموں کی طرف چل دو اور دعوت کے گھر میں باتوں کے لئے جم کر نہ بیٹھو۔

س3 رسول اللہؐ پر درود شریف کی کیا اہمیت ہے اور اسکے متعلق کیا حکم ہے؟

ج۔ رسول اللہؐ پر درود شریف کی اہمیت کے بارے میں سورۃ الاحزاب میں ارشاد ہے۔

اِنَّ اللہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ۔ یَاۤاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْ صَلُّوْ عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْ تَسْلِیْمًا٥

ترجمہ: بے شک اللہ اور اسکے فرشتے نبی کریم پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ اسلئے اے ایمان والوں تم بھی ان پر درود بھیجا کرو۔

<u>درود شریف کی اہمیت:</u>

درود شریف کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود رسول اللہؐ پر درود و سلام بھیج رہا ہے۔ یعنی کہ آپؐ پر رحمت نازل کرتا ہے۔ اسکے علاوہ اللہ کے فرشتے بھی آپؐ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ یعنی فرشتے آپؐ سے بہت زیادہ محبت رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپکو زیادہ سے زیادہ بلند مرتبے عطا فرمائے۔ اور آپ ﷺ کے دین کو ترقی دیں۔

<u>درود کے متعلق حکم:</u>

درود کے متعلق مسلمانوں کو دو باتوں کا حکم آیا ہے۔

ا۔ <u>صلوعلیہ:</u>

لفظ صلوٰۃ جب بندوں کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اس کے تین معنی ہوتے ہیں۔ ایک کسی پر مائل ہونا، دوسرا کسی کی تعریف کرنا اور تیسرا کسی کے حق میں دعا کرنا۔ اسلئے مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ آپ لوگ رسول اللہ کی طرف مائل ہو جائیں۔ انکی حمد و ثنا بیان کریں اور انکے حق میں اللہ سے دعا مانگیں۔

۲. سلمو تسلیما:

دوسرا حکم سلمو تسلیما کا دیا گیا ہے۔ سلام بھی دو معنی رکھتا ہے۔ ایک ہر طرح کے آفات سے محفوظ رہنا اور دوسرا صلح و مخالفت نہ کرنا۔ پس اسکا مطلب یہ ہوا کہ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ تم ان کے حق میں پوری سلامتی کی دعا کرو۔ اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ تم پوری طرح سے انکا ساتھ دو۔

رکوع نمبر 8 (آیت ۵۹ تا ۶۸)

س1: اس سبق کی آیات میں مسلمان عورتوں کو پردے کے سلسلے میں کیا ہدایات دی گئی ہیں؟ اور اس کی کیا حکمت بیان کی گئی ہے؟

ج: سورۃ احزاب میں پردے کے حکم اور اس کی حکمت کے بارے میں ارشاد ہے۔

یَـاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ. ذٰلِکَ اَدْنٰی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ. وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًاo

ترجمہ:

اے نبی کریمؐ! اپنی بیویوں، بیٹوں اور مومن کی عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی چادریں اپنے اوپر ڈال لیا کرے یہ اس سے نزدیک ہے کہ اُن کی پہچان ہو جائے۔ تو انہیں تکلیف نہیں دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور نہایت ہی مہربان ہے۔

عورتوں کو ہدایات:

اصل میں جلباب کے معنی عربی زبان میں بڑی چادر کے ہیں۔ اور یہاں پر یدنین سے مراد لٹکا دینے کے ہیں۔ اسلئے آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ عورتوں کو چاہیے کہ اپنی چادریں اچھی طرح اوڑھ لپیٹ کر اُنکا ایک حصہ یا پلو اپنے اوپر سے نیچی لٹکا لیا کریں جسے عُرف عام میں گھونگھٹ ڈالنا کہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ مسلمان عورتوں کو چاہیے کہ اگر انہیں کسی ضرورت سے باہر جانا پڑے تو اپنے سر اور چہرے پر اپنی چادریں نیچی لٹکا لیا کریں۔

پردے کی حکمت:

پہچان لی جائے سے مراد یہ ہے کہ ان کو سادہ اور حیادار لباس میں دیکھ کر ہر دیکھنے والا جان لے کہ وہ شریف اور حیادار عورتیں ہیں۔ اور کوئی برا انسان ان سے امید نہ کر سکیں۔ نہ ستائی جائے سے مراد یہ ہے کہ انہیں چیڑا نہ جائے۔ حکمت یہ ہوئی کہ نہ تو کوئی آوارہ آدمی ان سے امید کر سکیں اور نہ ان کو چیڑ سکے۔

س2 ان آیت میں منافقین مدینہ کو کیا تنبیہہ کی گئی ہے اور انہیں کیا وعید سنائی گئی ہے؟

ج: سورۃ احزاب میں منافقین کو مندرجہ ذیل تنبیہہ کی گئی ہے۔

لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ لَنُغْرِیَنَّکَ بِهِمْ ثُمَّ لَا

یُجَاوِرُوْنَکَ فِیْهَا اِلَّا قَلِیْلًاo

ترجمہ:

اگر باز نہ آئے منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور مدینہ میں جھوٹی افواہیں پھیلانے والے تو ہم تمہیں ان کے پیچھے لگا دیں گے۔ پھر وہ اس شہر (مدینہ) میں چند دن کے سوا تمہارے ہمسایہ میں نہ رہیں گے۔

منافقین کو تنبیہہ:

منافقین کو تنبیہہ دیتے ہوئے فرمایا جارہا ہے۔ تم لوگ جو مسلمانوں میں گھبراہٹ پھیلانے کے لئے طرح طرح کی خبریں اڑا کر انکی ہمتوں اور حوصلوں کو پست کر رہے ہو اور یہ کہ فلاں جگہ پر مسلمانوں کو بڑا نقصان پہنچا ہے اور فلاح جگہ مسلمانوں کے خلاف فوج جمع ہو رہی ہے اور عنقریب مدینہ پر حملہ ہونے والا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ان کا مشغلہ بھی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے خاندان اور شریف لوگوں کی گھریلوں زندگی کے تعلق طرح طرح کے باتیں بناتے اور پھیلاتے ہیں تاکہ اس سے مسلمانوں میں بدگمانیاں پیدا ہوں اور مسلمانوں کے اخلاقی اثر کو نقصان پہنچے۔ اسلئے اگر تم ان کاموں سے منع نہ آئے تو ہم رسول اللہ کو تم پر مسلط کر دیں گے اور تمہیں شہر مدینہ سے باہر نکال دینگے۔ تم جہاں بھی جاؤ گے تم پر لعنت ہوگی۔ جہاں پر بھی پائے جاؤ گے پکڑے جاؤ گے۔ اور قتل کر دیے جاؤ گے۔

س3 قرآن حکیم کی ان آیت میں قیامت کے متعلق کیا فرمایا گیا ہے؟

ج: سورۃ احزاب میں قیامت کے متعلق ارشاد ہے۔

یَسْئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَاللّٰهِ. وَمَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَکُوْنُ قَرِیْبًاo

ترجمہ: لوگ آپ سے قیامت کے متعلق دریافت کرتے ہیں آپؐ اُن سے فرما دیں کہ اسکا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے اور تمہیں کیا خبر شاید قیامت قریب ہو۔

تمہید:

جب اشرار اور مفسدین کو قیامت سے ڈرایا جاتا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نہ جانے کب سے اس کا ڈراوا سن رہے ہیں لیکن نہ وہ آئی اور نہ ہی آئے گی۔ اسی طرح وہ رسول اللہؐ سے استہزاء کے طور پر پوچھتے تھے کہ قیامت کب آئے گی۔

اللہ کا فرمان:

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ آپ سے قیامت کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو آپؐ انکو فرما دیں کہ جہاں تک اسکے آنے کا تعلق ہے اُس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے۔ نہ اسکو میں جانتا ہوں اور نہ ہی کوئی اور۔ البتہ اس کا آنا یقینی ہے جس سے میں تمہیں آگاہ کر رہا ہوں۔ قیامت وہ بھید ہے جسے صرف اللہ جانتا ہے۔ آخر میں ارشاد ہے کہ تم تو استہزا کرتے ہوئے لیکن تمہیں کیا پتہ شاید قیامت قریب ہی آگئی ہو۔ اس ایک فقرے میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اب اسکے ظہور میں زیادہ دیر نہیں ہے۔

awazeinqilab.com

مشق 9 (آیت: ۶۹ تا ۷۳)

س1 اس سبق کی آیت کے حوالے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثال دیکر کیا بات سمجھائی گئی؟

ج ۔ سورۃ احزاب میں حضرت موسیٰؑ کی مثال اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

یاایھاالذین امنو لا تکونو کالذین اذو موسیٰ فبراہ اللہ مما قالو۔ و کان عنداللہ وجیہاo

ترجمہ:

اے ایمان والو! اُن لوگوں کی طرح نہ بن جاؤ جنہوں نے موسیٰؑ کو تکلیف دی۔ پھر اللہ نے انہیں بری کر دیا اُن چیزوں سے جو انہوں نے کہا اور وہ اللہ کے ہاں عزت والے تھے۔

مثال موسیٰؑ:

اس آیت کریمہ میں حضرت موسیٰؑ کی مثال دی جا رہی ہے۔ صحیحین (بخاری و مسلم) میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ حیا کی وجہ سے سب سے چھپ کر نہاتے تھے۔ حالانکہ بنی اسرائیل میں یہ رواج تھا کہ مرد سب کے سامنے ننگے نہاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ اکیلے میں نہا رہے تھے اور اپنے کپڑے پتھر پر رکھے ہوئے تھے۔ وہ پتھر کپڑے لیکر بھاگ گیا۔ حضرت موسیٰؑ اُسکے پیچھے پیچھے دوڑے چلے جاتے۔ وہ پتھر اُس جگہ پر رُک گیا جہاں بنی اسرائیل کے مرد جمع تھے۔ اُس وقت بنی اسرائیل نے انہیں سر سے پاؤں تک ننگا دیکھا تو بالکل صحیح سالم بدن تھا۔ انہوں نے حضرت موسیٰؑ پر یہ الزام لگایا تھا کہ شاید آپکو کوئی جسمانی نقص لاحق ہے یا خصیہ پھولا ہوا ہے جسکی وجہ سے آپ چھپ کر نہاتے ہیں۔ اور یوں یہ الزام اللہ نے غلط ثابت کر دیا۔ اور حضرت موسیٰؑ کی برأت ان نقائص سے سب کے سامنے کر دی۔

مسلمانوں کو سمجھانا:

اس واقعہ کی رو سے مسلمانوں کو یہ بات سمجھائی جا رہی ہے کہ تم یہودیوں کی طرح حرکتیں نہ کرو تمہارا طریقہ اپنے نبی کیساتھ وہ نہ ہونا چاہیے جو بنی اسرائیل کا طریقہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ تھا۔ یعنی تم کوئی ایسی بات نہ کر دینا جس سے تمہارے رسول کو تکلیف پہنچے۔

س2 قولوقولاًسدیداً کا مفہوم بیان کریں اور ہمارے لئے اس میں کیا رہنمائی ہے؟

ج: سورۃ احزاب میں ارشاد ہے کہ:

یاایھاالذین امنو تقو اللہ وقولو قولاً سدیداً o

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کرو۔

مفہوم:

قولاً سدید وہ قول ہے جو سچا ہو جھوٹ کا اس میں شک نہ ہو۔ ٹھیک بات ہو، مزاق و دل لگی نہ ہو۔ نرم کلام ہو، دل کو تکلیف دینے والے نہ ہو۔ مراد یہ ہے کہ ایسی بات ہو جو اللہ اور اسکے رسول کو پسند ہو۔

رہنمائی:

ان کلمات میں ہمارے لئے بڑی رہنمائی موجود ہے مسلمانوں کو پہلا حکم اتقو اللہ کا دیا گیا ہے۔ یعنی کہ تمام اللہ کے حکموں کی مکمل اطاعت اور تمام گناہوں سے اپنے آپ کو بچائیں۔ اور ظاہر ہے یہ کام آسان نہیں اسلئے اسکے ایک خاص عمل کی ہدایت ہے اور وہ قولاً سدید ہے۔ یعنی اپنے کلام کی درستی اور اصلاح یہ تقویٰ کا ایک جز ہے۔ ایک ایسا جز جس پر اگر قابو پا لیا جائے تو باقی تمام اجزاء خود بخود حاصل ہوتے چلے جائیں گے۔ یعنی کہ جس طرح ایک آیت میں مذکور ہے۔ ''کہ اگر تم نے اپنی زبان کو غلطی سے روک لیا اور کلام درست اور سیدھی کہنے کے عادی ہو گئے تو اللہ تمہارے سب اعمال کی اصلاح فرمائیں گے اور سب کو درست کر دیں گے۔

......تمت بالخیر......

تالیف: سردار بھادر (ایم اے، بی ایڈ)

مدرس: قائد اعظم پبلک سکول زیدہ (صوابی)

ملنے کا پتہ: سعادت بکڈپو مین بازار مرغز

موبائل: 03009085509 موبائل: 03459687882

نوٹس اسلامیات لازمی

☆برائے جماعت: ہشتم و نہم☆

تالیف: سردار بہادر (ایم اے، بی ایڈ)
مدرس: قائداعظم پبلک سکول زیدہ (صوابی)

سورة الممتحنہ

ملنے کا پتہ: سعادت بکڈپو مین بازار مرغز
موبائل: 03009085509 موبائل: 03459687882

سورة الممتحنہ

رکوع نمبر 1 (آیت ۱ تا ۶)

س 1 قرآن حکیم کی ان آیات کی روشنی میں اہل ایمان کا اسلام دشمنوں کے ساتھ کیا رویہ ہونا چاہیے۔

ج: سورة الممتحنہ میں مسلمانوں کا اسلام دشمن کافروں کے ساتھ رویے کے بارے میں ارشاد ہے۔

یَاأَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْ لَا تَتَّخِذُوْ عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ کَفَرُوْا بِمَا جَآئَکُمْ مِنَ الْحَقِّ.

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم ان کی طرف دوستی کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے۔ اسکے ماننے سے وہ انکار کر چکے ہیں۔

پس منظر: صلح حدیبیہ کے ٹوٹنے کے بعد حضورؐ نے مکہ پر لشکر کشی کا ارادہ کر لیا تھا۔ لیکن یہ بات چھپا کر رکھی تا کہ مکہ والے جنگ کی تیاریاں شروع نہ کریں۔ اور مکہ میں خونریزی نہ ہو۔ اسی اثناء میں ایک صحابی خاطب بن ابی بلتعہؓ نے مکہ والوں کو خط لکھ دیا کہ محمدؐ کا لشکر تم پر ٹوٹنے والا ہے اور یہ خط ایک عورت کے ہاتھوں بھیجا۔ حضورؐ کو بذریعہ وحی علم ہوا۔ اور انہوں نے وہ خط اس عورت سے واپس حاصل کر لیا۔ جس پر یہ آیات نازل ہوئی کہ کافروں کے ساتھ کس طرح کا رویہ ہونا چاہیے۔

کفار سے ترک موالات کا حکم:

یعنی کفار مکہ اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے بھی ان سے دوستانہ برتاؤ کرنا اور دوستانہ پیغام ان کی طرف بھیجنا ایمان والوں کے ساتھ اچھا نہیں لگتا۔

کافروں کے ساتھ خفیہ پیغام رسائی نہ کرو۔ چونکہ انسان کی فطرت میں ماں، باپ، بہن اور بھائی وغیرہ کے لئے محبت ہے۔ تو یہاں پر یہ ارشاد ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کہیں تم پر فطری محبت کا غلبہ آئے اور تم کافروں کے ساتھ خفیہ پیغام رسانی کرو۔ جیسا کہ حاطبؓ نے کیا بلکہ تمہارا ان کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں۔ دین پر تمام رشتوں کو قربان کر دو۔

سوال نمبر 2 اس سبق میں دشمنان حق کو کن باتوں کے سبب انہیں (کفار) دوست اور راز دار بنانے سے منع کیا گیا ہے؟

جواب: سورة الممتحنہ میں کفار کو دوست اور راز دار نہ بنانے کے اسباب کو یوں بیان کیا گیا ہیں۔

وَقَدْ کَفَرُوْا بِمَا جَآءَ کُمْ مِنَ الْحَقِّ یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِیَاکُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْ بِاللّٰهِ رَبِّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَاداً فِیْ سَبِیْلِیْ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِیْ.

ترجمہ: اور تمہارے پاس جو حق آیا ہے وہ اسکے منکر ہو چکے ہیں۔ وہ رسول کو اور تمہیں جلاوطن کرتے ہیں (محض اسلئے) کہ تم اللہ پر ایمان لائے ہو جو تمہارا رب ہے۔ اگر تم نکلتے ہو میرے راستے میں جہاد کے لئے اور میرے رضا چاہتے ہو۔

پس منظر:

حضرت حاطبؓ نے مکہ والوں کی طرف خط بھیج کر مسلمانوں کی لشکر کشی کی اطلاع قریش مکہ کو دینی چاہی۔ تا کہ وہ اس کے بے یار و مددگار اہل عیال کی خبر گیری کریں۔ اگر چہ صحابیؓ کو نیک نیتی کے سبب معاف کر دیا گیا۔ لیکن مسلمانوں کو خبردار کیا کہ کافروں کو دوست اور راز دار نہیں بنانا اور اسباب بھی بتائے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ دین اسلام کا انکار کرتے ہیں:

تمہارے پاس جو اللہ کی وحدانیت اور رسول اکرمؐ کی رسالت کی جو دولت ہے جو سراسر حق ہے وہ اس حق سے انکار کرتے ہیں اس سبب کے بناء پر تم ان کافروں کو دوست اور راز دان نہ بناؤ۔

۲۔ وہ مکہ سے اخراج کے باعث ہیں:

یعنی پیغمبرؐ کو اور تم کو کیسی کیسی ایذائیں دیکر ترک وطن پر مجبور کیا۔ محض اس سبب پر کہ تم ایک اللہ کو جو تمہارا سب کا رب ہے کیوں مانتے ہو اس سے بڑی دشمنی اور ظلم کیا ہوگا۔ حیرانگی ہے کہ ایسوں کی طرف تم دوستی کا پیغام بھیجتے ہو۔

سوال نمبر 3 جب اہل کفر مسلمانوں پر غلبہ پالیتے ہیں تو ان کا اہل ایمان کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے؟

جواب: جب اہل کفر مسلمانوں پر غلبہ پالیتے ہیں تو ان کا اہل ایمان کے ساتھ سلوک کے بارے میں سورۃ الممتحنہ میں ارشاد ہے۔

اِنْ یَّثْقَفُوْکُمْ یَکُوْنُوْ لَکُمْ اَعْدَاءً وَّ یَبْسُطُوْ اِلَیْکُمْ اَیْدِیَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِاالسُّوْءِ وَوَدُّوْ لَوْ تَکْفُرُوْنَ٥

ترجمہ: اگر یہ کافر تم پر قدرت پالیں تو تمہارے دشمن ہو جائیں اور ایذا کے لئے تم پر ہاتھ اور زبانیں چلائیں اور چاہتے ہیں۔ کہ تم کس طرح کافر ہو جاؤ۔

تمہید: وہ مسلمان جو اس امید پر کافروں کے ساتھ دوستی کرتے تھے۔ کہ اگر کافر غلبہ پالیتے تو وہ ان کے ساتھ اور ان کے اہل و عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تو یہاں پر اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ کافر آپ (مسلمانوں) پر غلبہ پالیں تو ان کا سلوک آپ کے ساتھ کیسا رہے گا۔

کفار کبھی بھی مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے: یعنی ان کافروں سے با حالت موجودہ بھلائی کی امید مت رکھو۔ خواہ وہ کتنی رواداری اور دوستی کا اظہار کریں۔ وہ کبھی مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ باوجود انتہائی رواداری کے اگر تم پر ان کا قابو چڑھ جائے تو وہ کسی قسم کی برائی اور دشمنی سے درگزر نہیں کریں گے۔ زبان سے ہاتھ سے ہر طرح ایذا پہنچائیں گے۔ اور یہ چاہیں گے کہ جیسے خود صداقت سے منکر ہیں۔ کسی طرح تم کو بھی منکر بنا ڈالیں۔ ایسے شریر و بد باطن اس لائق نہیں کہ ان کو دوستانہ پیغام بھیجا جائے۔

سوال نمبر 4 ان آیات میں حضرت ابراہیمؑ کے کس اسوۃ حسنہ کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے؟

جواب: ابراہیم علیہ السلام کے اسوۃ حسنہ کے بارے میں سورۃ الممتحنہ میں ارشاد ہے۔

آیت: قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ فِیْ اِبْرَاهِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْ لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَآءُ مِنْکُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کَفَرْنَا بِکُمْ وَبَدَاَ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَاءَ اَبَداً حَتّٰی تُؤْمِنُوْ بِااللّٰهِ وَحْدَهٗ اِلَّا قَوْلَ اِبْرَاهِیْمَ لِاَبِیْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَکَ وَمَا اَمْلِکُ لَکَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ۔ رَبَّنَا عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا وَاِلَیْکَ اَنَبْنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ. رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَۃً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْ وَاغْفِرْلَنَا. رَبَّنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ٥

ترجمہ: تمہیں ابراہیم اور انکے پیروکاروں کی نیک چال چلنی ہیں۔ جب انھوں نے اپنے قوم کے لوگوں سے کیا کہ ہم تم سے اور ان (بتوں) سے جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو بے تعلق ہے۔ اور تمہارے (معبودوں کے کبھی) قائل نہیں اور جب تک تم خدائے واحد پر ایمان نہ لاؤ۔ ہم میں ہمیشہ کھلم کھلا عداوت اور دشمنی رہے گی۔ ہاں ابراہیمؑ نے اپنے باپ سے یہ کہا کہ میں آپ کے لئے مغفرت مانگوں گا اور میں خدا کے سامنے آپ کے بارے میں کسی چیز کا کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ اے ہمارے پروردگار تجھ پر ہی ہمارا بھروسہ ہے۔ تیرے ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیرے ہی حضور میں لوٹ آنا ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو کافروں کے ہاتھ سے عذاب نہ دلانا۔ اور اے ہمارے پروردگار ہمیں معاف فرما بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔

مثال ابراہیم:

چونکہ رشتہ داروں سے لاتعلقی اتنا آسان کام نہیں تھا۔ اسلئے مسلمانوں کے ایمان کو تقویت دینے کے لئے حضرت ابراہیمؑ کے اسوۃ حسنہ کو پیش کیا گیا۔

ابراہیمؑ کی اپنی قوم سے لاتعلقی:

حضرت ابراہیمؑ نے محض اللہ کی رضا کے لئے اپنی قوم کے سامنے اعلان کیا کہ تم اللہ سے منکر ہو۔ اور اس کے احکام کی پرواہ نہیں کرتے ہو۔ تو ہم تمہارے طریقے سے منکر ہیں۔ اور ذرہ برابر تمہاری پرواہ نہیں کرتے۔

دعائے ابراہیمی:

اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلقی کے بعد ابراہیمؑ نے اللہ سے دعا مانگی کہ سب کچھ چھوڑ کر تجھ پر بھروسہ کیا۔ اور قوم سے ٹوٹ کر تیری طرف رجوع ہوئے۔ اور خوب جانتے ہیں کہ سب کو پھیر کر تیری طرف آنا ہے۔ تو کافروں کو ہمارے اوپر مسلط نہ فرما۔ اور ایسے حال میں مت رکھو جس کو دیکھ کر کافر خوش ہو جائے اور ہمارے مقابلے میں اپنی حقانیت ثابت کریں بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔

awazeilmlab.com

رکوع نمبر 2 (آیت نمبر ۷ تا ۱۳)

سوال نمبر 5 ان آیات کی روشنی میں بتائیں کہ اللہ نے کس طرح کے کفار کے ساتھ عدل واحسان کی اجازت دی ہے؟

جواب: جن لوگوں کے ساتھ عدل واحسان کی اجازت ہے اس کے بارے میں سورۃ الممتحنہ میں ارشاد ہے۔

لَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَیْھِمْ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ٥

ترجمہ: جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے خدا تم کو منع نہیں کرتا خدا تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

تمہید: جب اسلام کا ظہور ہوا اور اسلام کی روشنی پھیلتی گئی اور لوگ ایمان لاتے گئے تو اسی دوران اس کے انکار کرنے والے بھی موجود تھے۔ جو کافر کہلاتے تھے۔ تو اس کافروں کی اللہ نے سورۃ الممتحنہ میں دو گروہ بیان کیے ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

نمبر 1: **تشدد پسند گروہ:** یہ گروہ دین اسلام کی اشاعت کو روکنے کے لئے ہر قسم کے طریقے استعمال کرتے تھے اور مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم بھی نہیں کیا۔ یہ گروہ قریش مکہ کے سرداروں پر مشتمل تھا۔

نمبر 2: **بے ضرر گروہ:** یہ وہ گروہ تھا جو ایمان تو نہیں لائے لیکن دین اسلام کی اشاعت میں رکاوٹ بھی نہیں بنے اور مسلمانوں پر ظلم بھی نہ ڈھالے۔

اللہ کا حکم: اللہ نے حکم سنایا کہ وہ ایسے لوگ جو خود تو مسلمان نہ ہوئے۔ لیکن مسلمان ہونے والوں سے دشمنی بھی نہیں رکھی۔ نہ دین کے معاملے میں ان سے لڑے نہ ان کو ستانے اور نکالنے میں ظالموں کے مددگار بنے۔ اس قسم کے کافروں کے ساتھ بھلائی اور خوش خلقی کے ساتھ پیش آنے سے اللہ نہیں روکتا۔

سوال نمبر 2 اللہ تعالیٰ نے ہجرت کر کے آنے والے مومن عورتوں کے بارے میں اہل ایمان کو کیا تلقین فرمائی؟

جواب: سورۃ الممتحنہ میں ہجرت کر کے آنے والی مومن عورتوں کے بارے میں ارشاد ہے۔

آیت: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَکُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُھٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْھُنَّ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِھِنَّ ۔ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْھُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْھُنَّ اِلَی الْکُفَّارِ لَا ھُنَّ حِلٌّ لَّھُمْ وَلَا ھُمْ یَحِلُّوْنَ لَھُنَّ.

ترجمہ: مومنو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں وطن چھوڑ کر آئیں تو انکی آزمائش کرلو۔ خدا ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے سو اگر تم کو معلوم ہو جائے۔ کہ مومن ہے تو ان کو کفار کے پاس واپس نہ بھیجو کہ یہ نہ ان کو حلال ہے اور نہ وہ کافران کو جائز۔

مومن عورتیں: کچھ عورتیں مکہ میں مسلمان ہوئیں تو وہ عورتیں ہجرت کر کے مدینے آئیں اور رسول اکرمؐ سے درخواست کی کہ ہم

مدینہ میں رہنا چاہتی ہیں۔ ان کے بارے میں مندرجہ ذیل احکامات بھیجیں۔

نمبر 1: **مہاجر عورتوں کی جانچ پڑتال:** یعنی دل کا حال تو خدا ہی جانتا ہے لیکن ظاہری طور پر ان عورتوں کو جانچ لیا کرو۔ کہ آیا وہ حقیقت میں مسلمان ہوئی ہیں۔ یا کسی دنیوی غرض کے لئے آئی ہیں۔

نمبر 2: **ان کو واپس نہ کرو:** پھر فرمایا کہ جب تم لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ عورتیں سچی مسلمان بن کر آئی ہیں تو ان کو کافروں کی طرف واپس نہ کرو۔

نمبر 3: **مہاجر عورتوں سے نکاح کا مسئلہ:** یہ حکم ہوا کہ زوجین میں اگر ایک مسلمان اور دوسرا مشرک ہو۔ تو ملکوں کے اختلاف کے بعد نکاح قائم نہیں رہتا۔ اگر کسی کافر کی عورت مسلمان ہو کر مدینہ آجائے تو مسلمان اس سے نکاح کرے گا۔ تو یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ اس کافر نے جتنا مہر عورت پر خرچ کیا تھا وہ اسے واپس کردے۔ اور اب عورت کا جو مہر قرار پائے وہ جدا اپنے ذمے رکھے تب نکاح ہوگا۔

سوال نمبر 3 نبی کریمؐ کو مومن عورتوں سے کن باتوں پر بیعت لینے کے لئے کہا گیا؟

جواب: نبی کریم کو مومن عورتوں سے جن باتوں پر بیعت لینے کہا گیا ہے۔ سورۃ ممتحنہ اس کو اس طرح بیان کرتی ہے۔

آیت: یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ.

ترجمہ: اے نبیؐ جب آئے تیرے ساتھ مسلمان عورتیں بیعت کرنے کو۔ اس بات پر کہ شریک نہ ٹھہرائیں اللہ کا کسی کو۔ اور چوری نہ کریں۔ اور بدکاری نہ کریں اور اپنی اولاد نہ مار ڈالیں اور بہتان نہ لائیں باندھ کر اپنے ہاتھوں سے اور پاؤں میں اور تیری نافرمانی نہ کرے کسی بھلے کام میں تو ان کو بیعت کرے۔

اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل امور پر مومن عورتوں سے بیعت لینے کے لئے کہا۔

نمبر 1: **شرک نہیں کریں:** یہ کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی۔

نمبر 2: **چوری نہیں کریں گی:** وہ اسلام کی اخلاقی صفات کو اپنائیں گی اور چوری سے بچیں گی۔

نمبر 3: **زنا نہیں کریں گی:** معاشرے میں اخلاقی برائی کا سبب بن کر زنا نہیں کریں گے۔

نمبر 4: **اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی:** جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں رواج تھا۔ کہ بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ تو اسطرح کی حرکت نہیں کریں گی۔

نمبر 5 **اپنے ہاتھ اور پاؤں کے درمیان بہتان باندھ کر نہیں لائیں گی:** یعنی اولاد کو ان کے والد کے علاوہ کسی اور سے جھوٹ بول کر منسوب نہیں کریں گے۔

نمبر 6: **ہر نیک کام میں رسولؐ کا حکم مانیں گی:** یعنی جس نیک کام کا رسول اکرم ﷺ حکم صادر فرمائیں۔ اس کو تسلیم کریں گی۔

awazeinqilab.com

﴿نوٹس اسلامیات لازمی﴾

☆برائے جماعت: ہشتم و نہم☆

تالیف: سردار بھادر (ایم اے، بی ایڈ)

مدرس: قائداعظم پبلک سکول زیدہ (صوابی)

﴿من هدى الحديث﴾

ملنے کا پتہ: سعادت بکڈ پو مین بازار مرغز

موبائل: 03009085509 موبائل: 03459687882

﴿من هدى الحديث﴾

حدیث نمبر 1: اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَ اَفْضَلُ الدُّعَا الْاِسْتِغْفَار.

ترجمہ: بہترین عمل لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ہے۔اور بہترین دعا استغفار ہے۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں دو چیزوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ا۔ بہترین عمل ۲۔ بہترین دعا دونوں کی نمبروار تشریح مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ بہترین عمل: چونکہ اسلام میں توحید کا بڑا درجہ ہے۔توحید اسلامی قالب کی روح رواں ہے۔جس کا مطلب ہے کہ خدا پورے کائنات کا مالک ہیں۔ اور ذات وصفات میں اپنی مثال نہیں رکھتا۔اس لئے رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ بہترین عمل لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ہے۔ کیونکہ اس میں توحید ہے۔ اور توحید ساری اطاعتوں کا سر ہے۔اس لئے قرآن وحدیث نے اس کی بڑی فضیلت بیان کی ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کی فضیلت قرآن کی روشنی میں: قرآن مجید میں جابجا اسکی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

آیت: وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللهُ وَاِنَّ اللهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْم. (ال عمران)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کے بارے میں احادیث مبارکہ:

حدیث: زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ محمد ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اخلاص کے ساتھ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ پڑھا۔تو وہ جنت میں داخل ہوا۔

2۔ بہترین دعا:

استغفار کو بہترین دعا قرار دیا گیا۔ کیونکہ استغفار میں ایک طرف اللہ کو تمام اختیارات کا مالک ماننا ہے۔ تو دوسری طرف اپنی کمزوری اور عاجزی کا اظہار ہے۔ اپنے اعمال پر شرمندگی اور اپنی فرمانبرداری کا اظہار ہے۔ استغفار گناہ سے پاک ہونے اور اللہ کی قرب کا ذریعہ ہے۔

استغفار کے بارے میں قرآن کا حوالہ: فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ.

ترجمہ: پس اپنے رب کی تسبیح اسکی ثنا کیساتھ بیان کرو۔اور اس سے بخشش مانگو۔

حوالہ احادیث: اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَالَّا ذَنْبَ لَهُ.

ترجمہ: گناہ سے توبہ کرنے والے انسان کی مثال ایسی ہے جیسے کہ اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔

awazeinqilab.com

حدیث نمبر2

حدیث: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ.

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

مضمون حدیث: مذکورہ حدیث پاک میں یہ بات نمایاں ہے کہ علم حاصل کرنا اور حصول علم کے لئے کوشش کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

علم کا مفہوم: علم کے معنی ہیں آگاہ ہونا واقفیت حاصل کرنا۔ یہاں پر جس جاننے اور واقفیت کا ذکر ہیں اُس سے مراد یہ ہے کہ انسان دنیا میں اپنا مقام پہچان لے کہ وہ اس دنیا میں کس مقصد کے لئے آیا ہے۔ اُسے کس نے پیدا کیا ہے اور اُس پیدا کرنی والی ذات کی پہچان حاصل کرلے۔ اور اُس ذات باری کے مقرر کردہ حدود و فرائض کو جان لے جس کے ساتھ انسان کا واسطہ اُس کے چوبیس گھنٹے زندگی میں پڑتا ہے۔

علم کی اہمیت: علم کی وجہ سے انسان کو اشرف المخلوقات ٹھہرایا گیا ہے۔ علم کی بناء پر فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا۔ چونکہ علم ایک ایسی دولت ہے جو کہ لازوال اور بے مثال ہے۔ جسکو نہ چور چُرا سکتا ہے اور نہ ہی خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں حصول علم سے لیکر فضیلت علم تک بے شمار آیات مذکور ہیں۔

علم قرآن مجید کی روشنی میں:

آیت: قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ○

ترجمہ: کہہ دیجیے کہ آیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں۔

آیت: اِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا

ترجمہ: اور بے شک اللہ سے اہل علم ہی ڈرتے ہیں۔

علم احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

حدیث: رسول اکرم نے فرمایا: بغیر تقویٰ کے گویا ایمان ننگا ہے۔ بغیر حیاء کے بے زینت اور بغیر علم کے بے ثمر ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔ ماں کی گود سے لیکر لحد تک علم حاصل کرو۔

حدیث نمبر3

حدیث: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ.

ترجمہ: تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے خود قرآن سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔

تشریح: چونکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اسلامی تعلیمات کا محور قرآن مجید کے گرد گھومتا ہے۔ کیونکہ اس میں تمام نبی نوع انسان کے لئے مکمل ہدایت و رہنمائی ہے۔ اور انسان کی اُخروی زندگی اور دنیاوی زندگی کا دارومدار اسی قرآن پر عمل کرنے پر منحصر ہے۔ اس لئے قرآن کریم کو بڑی فضیلت حاصل ہے۔ جس طرح یہ کلام تمام کاموں سے افضل ہے۔ اس طرح وہ انسان بھی تمام انسانوں سے افضل ہے۔ جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔ چونکہ یہ قرآن کی خصوصیت ہے کہ جس رات کو یہ نازل ہوا اس رات کو بڑی فضیلت عطا کی گئی جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ: بے شک ہم نے اس قرآن کو عزت والی رات میں نازل کیا۔

اس کے علاوہ جس مہینے میں یہ نازل ہوا اسکو بھی بڑی فضیلت دی گئی جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ: رمضان کا مہینہ وہ ہے۔ جس میں قرآن نازل ہوا۔

اور جو فرشتہ یعنی جبرائیلؑ اس کو لوح محفوظ سے لایا وہ بھی بڑا معزز ہے۔ لہٰذا اسطرح اسی انسان کو بھی عزت و فضیلت سے محروم نہیں رکھا جائے گا۔ جس کے سینے میں قرآن کے علوم ہوں۔

قرآن میں عالم قرآن کی فضیلت:

آیت: هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ

ترجمہ: کیا اندھے اور دیکھنے والے برابر ہو سکتے ہیں۔

آیت: اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰن.

ترجمہ: مہربان ہے وہ ذات جس نے قرآن کی تعلیم دی۔

احادیث کی روشنی میں:

۱۔ حضورؐ کا ارشاد ہے۔ کہ قرآن کی تلاوت کیا کرو اس لئے کہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرے گا۔

۲۔ رسول اللہؐ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کے دل میں قرآن کا کچھ بھی حصہ نہ ہو تو اس کی مثال ویران گھر کی طرح ہے۔

حدیث نمبر4

حدیث: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً فَتَحَ اللّٰہُ لَہٗ بَابًا مِنَ الْعَافِیَہ ۔

ترجمہ: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کے لئے عافیت کا ایک دروازہ کھول دیتا ہے۔

<u>مضمون حدیث:</u> حدیث مذکورہ میں درود شریف کی اہمیت وفضیلت بیان کی گئی ہے۔

<u>درود شریف کی اہمیت:</u>

چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کا انتظام فرمایا اور انسانوں کی اصلاح کے لئے وقتاً فوقتاً انبیاء کرام بھیجیں۔ اس سلسلے کی آخری کڑی ہمارے نبی حضرت محمدؐ تھے۔ جس نے اس امت کے لئے بے تحاشا تکالیف کو برداشت کیا۔ اور اس دین کو اُس مقام تک پہنچایا کہ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا.

اس لئے اسی مبارک ہستی کا ہمارے اوپر حق ہے کہ ہم ان سے اپنی محبت کا اظہار کریں۔ اور اس اظہار کا ایک طریقہ درود و سلام کا بھیجنا ہے۔ درود شریف وہ ذکر ہے جو زمین پر کیا جاتا ہے۔ اور آسمانوں میں سنا جاتا ہے۔ درود شریف بہت اعلیٰ ذکر ہے۔ جو بندے کو اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتا ہے۔ جو بندے دنیا میں درود پاک پڑھتے ہیں۔ انکا ذکر آسمانوں میں ہوتا ہے۔ یہ کام ایسا ہے کہ اللہ خود بھی کر رہا ہے اور اپنے بندوں کو بھی حکم دیتا ہے۔ کہ تم بھی ایسا کرو۔ گویا درود شریف اللہ کی ہاں میں ہاں ملانا ہے۔

<u>درود شریف قرآن کی روشنی میں:</u>

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْ صَلُّوْ عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْ تَسْلِیْمًاo

<u>ترجمہ:</u> بے شک اللہ اور اسکے فرشتے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی نبی کریمؐ پر درود و سلام بھیجو۔

<u>درود شریف احادیث کی روشنی میں:</u>

۱۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت فرمائے گا۔

۲۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے دعا کے اوقات میں مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اُسکی ساری حاجتیں پورے کرے گا (مسلم)

حدیث نمبر5

حدیث: لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنُ ھَوَاہُ تَبِعًا لِمَا جِئْتُ بِہٖ .

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے تمام خواہشات اس تعلیم کے مطابق نہ ہو جائے جو کہ میں لایا ہوں۔

<u>مضمون حدیث:</u> مذکورہ حدیث مبارکہ میں سنت نبویؐ کو اجاگر کیا گیا ہے۔

<u>مفہوم حدیث:</u> اس حدیث مبارکہ میں حقیقی ایمان کے بارے میں بتایا جارہا ہے۔ کہ مکمل ایمان کا حصول اُس وقت ممکن ہے جب بندہ اللہ اور اسکے رسولؐ کی اطاعت اپنالے۔ جیسا کہ مضمون حدیث سے یہ بات ظاہر ہورہی ہے۔ کہ اللہ کی اطاعت اس وقت حاصل ہوسکتی ہے جب رسولؐ کی اطاعت ہو۔ کیونکہ ہم رسولؐ کی اطاعت کے بغیر اللہ کی عبادت نہیں کر سکتے۔

اسلئے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ارادہ واختیار کے باوجود گناہ سے بچیں اور اپنے جذبات پر قابو رکھے اور اطاعت الٰہی اور اطاعت رسولؐ کو اپنائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی اطاعت رسولؐ کو اپنی اطاعت کیساتھ لازم وملزوم ٹھہرایا ہے۔ اور قرآن مجید میں جگہ جگہ اس کے بارے میں آیاتیں نازل فرمائیں۔

<u>اطاعت رسول قرآن کی روشنی میں:</u>

ارشاد ربانی ہے۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃ

ترجمہ: تحقیق کے ساتھ تمہارے لئے رسول اکرمؐ کی ذات اقدس میں بہترین نمونہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ. (آل عمران)

ترجمہ: کہہ دو اے پیغمبرؐ! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو۔ تو میری تابعداری کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

<u>اطاعت رسولؐ احادیث مبارکہ کی رو سے:</u>

حدیث مبارکہ ہے۔ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا۔ جس نے میری سنت کے مخالف کیا۔ وہ ہم میں سے نہیں۔

awazeinqilab.com

حدیث نمبر6

حدیث: **مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَ اَعْطٰی لِلّٰہِ وَ مَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَان .**

ترجمہ: جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے بغض رکھا اور اللہ کی رضا کے لئے عطا کیا اور اللہ کے لئے روکا تو اس نے ایمان مکمل کرلیا۔

<u>مضمون حدیث:</u>

مذکورہ حدیث میں یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی ساری خواہشات پر اللہ کی رضا کو مقدم رکھیں۔

تشریح: مذکورہ حدیث میں رسول اکرمؐ نے ایمان کی تکمیل کے لئے چار اوصاف کا ذکر فرمایا ہے۔ جس سے ایمان کو مضبوطی ملتی ہیں۔

مذکورہ حدیث کے چار اوصاف مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ <u>اللہ کی رضا کے لئے کسی سے محبت کرنا:</u> ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ والمؤمنون و المومنت بعضھم اولیاء بعض .

ترجمہ: مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

۲۔ <u>دوسروں سے محض اللہ کی خاطر بغض رکھنا۔</u>

یعنی مسلمان اللہ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہین۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ لَا تَتَّخِذُوْ عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَاءَ

اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ۔

۳۔ <u>اللہ کی رضا کی خاطر دینا:</u>

اس سے مراد یہ ہے کہ مسلمان کی شان یہ ہونی چاہیے کہ اگر وہ کوئی صدقہ یا خیرات کر رہا ہو۔ تو اس کی نیت صرف خدا کی رضا ہونی چاہیے۔ کہ اس کی وجہ سے مجھ سے میرا رب راضی ہوجائے۔

۴۔ <u>اللہ کی رضا کی خاطر ہاتھ روکنا:</u>

اس سے مراد یہ ہے کہ جس طرح آدمی اللہ کی رضا کے خاطر دیتا ہے۔ اسی طرح وہ خدا کی رضا کی خاطر ہاتھ روکے گا۔

حدیث نمبر7

حدیث: **لَیْسَ مِنَّامَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَاo**

ترجمہ: وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کریں اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کریں۔

سمضمون حدیث: حدیث مذکورہ میں حقوق العباد خاص طور پر چھوٹوں اور بڑوں کے حقوق کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

تشریح: بچے چونکہ عقل کی پختگی سے محروم ہوتے ہیں۔ اس لئے بچے خود کوئی تعمیری کام نہیں کرسکتے۔ بلکہ ہر میدان میں اور ہر قدم پر انکو رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر بڑے انکا خیال نہ رکھیں اور وقتاً فوقتاً رہنمائی فراہم نہ کریں۔ تو اچھا خاصا کام بگڑ جاتا ہے بحیثیت مسلمان ہم کو بچوں پر رحم کرنا چاہیے۔ کیونکہ نبی کریمؐ کا ارشاد ہے کہ جو چھوٹوں پر رحم نہ کریں وہ میرا امتی نہیں اور میں اسکا نبی نہیں وہ جاکے اپنے لئے کوئی اور پیغمبر چُن لے۔

اسکے ساتھ ساتھ حضور ﷺ نے چھوٹوں کو یہ ہدایت بھی فرمائی ہے کہ وہ بڑوں کا ادب کریں چونکہ اسلام ایک متوازی دین ہے اسلئے یہ حکم دیگر معاشرے کے توازن کو برقرار رکھا گیا کہ اگر بڑے چھوٹوں کے ساتھ شفقت کا معاملہ کریں گے تو چھوٹے ان کا ادب کریں گے۔ اس لئے اسلام نے ان کی اطاعت پر بہت زور دیا ہے۔ اور قرآن و حدیث میں جابجا اس کی تصریح ملتی ہے۔

<u>قرآن کی روشنی میں:</u>

آیت: وبالوالدین احساناً

ترجمہ: اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

آیت: وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰہِ فَھُوَا خَیْرُلَّہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ.

ترجمہ: اور جو شخص ادب کی اُن چیزوں کو جن کو خدا نے مقرر کیا ہے کی عظمت رکھیں پس یہ اس کے لئے اس کے رب کے ہاں بہتر ہے۔

اس آیت سے شعار اللہ اور حرمات اللہ سے مساجد، قرآن کریم اور بوڑھے سب مراد ہیں۔

<u>احادیث کی روشنی میں:</u>

حضورؐ کا ارشاد ہے۔ کہ جو شخص بندوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اُس پر رحم نہیں کرتا۔

نبی کریمؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص نرمی کی صفت سے محروم کیا گیا۔ وہ خیر کثیر سے محروم کیا گیا۔

awazeinqilab.com

حدیث نمبر8

حدیث: اَلرَّاشِیُ وَالْمُرْتَشِیُ كِلَاهُمَا فِی النَّارَ

ترجمہ: رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں دوزخی ہیں۔

مضمون حدیث: اس حدیث مبارکہ میں رشوت ستانی جیسی لعنت اور برائی کی مذمت کی گئی ہے۔

تشریح: اسلام ایک معاشی نظام نہیں ہے لیکن چونکہ اسلام ایک مکمل زندگی کا نظام ہے اس لئے زندگی کے ہر پہلو پر رہنمائی فراہم کرتا ہے چاہے وہ معاشی ہو یا اخلاقی یا کوئی اور۔ اس لئے یہاں پر مسلمانوں کو ناجائز طریقے سے مال کمانے سے روکا گیا ہے۔ کیونکہ رشوت ایک ایسی لعنت ہے جو کسی ناجائز کام کے نکالنے کے لئے ہوتا ہے یا کسی پر ظلم یا حق مارنے کے لئے دی جاتی ہے۔ جس سے معاشرے میں بدامنی اور ظلم کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔ اس لئے اسلام نے اس چیز کو حرام قرار دیا۔ اور حلال کمائی کی ترغیب دی اور حلال کمائی کے برکات کو بیان کیا جس کی تصریح احادیث مبارکہ اور قرآن مجید میں جا بجا ملتی ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے ایک مرتبہ نبی کریمؐ سے درخواست کی کہ میرے لئے ایسی دعا فرما دیجیے کہ میں مستجاب الدعوات (کہ میری دعائیں قبول ہو) بن جاؤں۔ تو حضورؐ نے فرمایا اے سعدؓ اپنا کھانا حلال اور پاک کر لو تو مستجاب الدعوات بن جائے گا۔

اس کے علاوہ قرآن نے بھی جا بجا حلال کمائی کی ترغیب دی ہے۔

قرآن کی روشنی میں:

آیت: یٰاَیُّهَاالنَّاسُ كُلُوْ مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلاً طَیِّباً

ترجمہ: اے لوگوں کھاؤ زمین کے اشیاء سے جو حلال اور پاک ہیں۔

آیت: فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمَ اللهُ حَلٰلاً طَیِّباً

ترجمہ: کھاؤ ان اشیاء سے جو حلال اور پاک ہے۔ جو اللہ نے تم کو دیے۔

احادیث کی روشنی میں:

۱۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جب کسی قوم میں رشوت عام ہو جائے تو ان پر رُعب مسلط ہو جاتا ہے۔

۲۔ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ کسب سے بہتر وہ پاکیزہ چیز جو تم کھاتے ہو تمہارے ہاتھ کی کمائی ہے۔

حدیث نمبر9

حدیث: مَنْ نَصَرَ قَوْمَهُ عَلٰی غَیْرِ الْحَقِّ فَهُوَ كَالْبَعِیْرِ الَّذِیْ رِدٰی فَهُوَ یَنْزِعُ بِذَنْبِهٖ.

ترجمہ: جس شخص نے کسی ناجائز معاملے میں اپنی قوم کی مدد کی تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اونٹ کنوئیں میں گر رہا ہو اور اُس کی دم پکڑ کر لٹک جائے تو خود بھی اسمیں جا گرے۔

مضمون حدیث: حدیث مذکورہ میں مومن کی خاصیت بیان کی گئی ہے۔ کہ وہ ناجائز معاملے میں اپنی قوم کا ساتھ نہیں دیگا۔

تشریح: اس حدیث میں اسلامی بھائی چارے کی بربادی اور اسلامی معاشرے کی تباہی کا ایک بہت بڑا سبب بیان کیا گیا ہے۔ یعنی جو شخص کسی جھوٹے اور ناجائز معاملے میں اپنی قوم کا ساتھ دے گا۔ تو وہ اپنی قوم کے ساتھ اپنے آپکو بھی تباہ و برباد کر دے گا۔

اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم بھلائی اور نیکی کے کاموں میں قوم اور نسل زبان یا علاقے کا فرق کیے بغیر سچ اور حق کا ساتھ دیں اور ناجائز کام میں کسی کا ساتھ نہ دیں۔ چاہے وہ اپنا کنبہ اور قبیلہ کیوں نہ ہو۔ بلکہ ایمان کی حالت تو یہ ہونی چاہیے کہ اگر طاقت ہو تو اُس سے برائی کو روکا جائے اور اگر طاقت نہ ہو تو منہ سے کہنا چاہیے یہ ایمان کا دوسرا درجہ ہے اور اگر منہ سے منع نہیں کر سکے تو اس برائی کو دل سے برا کہا جائے یہ ایمان کا آخری درجہ ہے۔ اس پر مداہنت اختیار نہیں کرنا چاہیے اور نہ خوش ہونا چاہیے ورنہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔

قرآن کی روشنی میں:

آیت: وَتَعَاوَنُوْ عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْ عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَان

ترجمہ: اچھے اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے سے مدد کرو اور گناہوں کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد مت کرو۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

۱۔ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ جو شخص ظالم کی معاونت میں گیا اور وہ جانتا بھی ہو کہ میں جس کے ساتھ معاونت کر رہا ہوں وہ ظالم ہے تو وہ دین اسلام سے خارج ہے۔

۲۔ ارشاد نبویؐ ہے۔ نیکی کی طرف دعوت دینے والا ایسا ہے جیسے کہ نیکی کرنے کے برابر۔

awazeinqilab.com

حدیث نمبر10

حدیث: اِنَّ اَکْمَلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَاناً اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا

ترجمہ: یقیناً مومنوں میں سے کامل ایمان والا وہ ہے جو ان میں اخلاق کے لحاظ سے سب سے اچھا ہے۔

مضمون: مومنوں کو اچھے اخلاق اپنانے پر ترغیب ہے۔

تشریح: انسانی شخصیت کی اصل تصویر ایک آئینہ بھی اتنی صاف پیش نہیں کرسکتا جتنا کہ اُسکے اخلاق۔ اسلئے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ آدمی صوم وصلوٰۃ سے نہیں بلکہ کردار سے پہچانا جاتا ہے۔

حسن خلق ایک ایسا عمل ہے جس سے آپس کی نفرتوں کو نہ صرف محبتوں میں بدلا جاسکتا ہے۔ بلکہ دشمنوں کے دلوں میں بھی گھر کیا جاسکتا ہے حضورؐ نے دعوت حق کے دوران عام طور پر تمام عمر اور مکی زندگی میں خاص طور صرف حسن خلق ہی کے ہتھیار سے اپنے بڑے سے بڑے دشمن کو زیر کیا ویسے تو حسنِ خلق کو نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کو اپنانا چاہیے اور غیر مسلم بھی اسکا اقرار کرتے ہیں۔ کہ اچھے اخلاق دنیا میں کامیابی وکامرانی کے ضامن ہیں۔ مگر مسلمانوں کے لئے تو محمد ﷺ نے حسن خلق کو ایمان کی تکمیل کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

حسن اخلاق قرآن کی روشنی میں:

ارشاد خداوندی ہے: وَقُوْلُوْ لِنَّاسِ حُسْنًا.

ترجمہ: اور لوگوں سے خوش اسلوبی سے بات کرو۔

دوسری جگہ اللہ رسول اکرمؐ کو ارشاد فرمار ہے ہیں۔ لَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْ مِنْ حَوْلِكَ.

ترجمہ: اور اگر تم سخت گو اور سخت دل ہوتے۔ تو تمہاری رفاقت سے یہ لوگ منتشر ہو جائے۔

احادیث کی روشنی میں:

۱۔ حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ تم میں سے نیک شخص وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہو۔

۲۔ حضرت حارثہؓ فرماتی ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ جنت میں بدخلق اور بدخو اور سخت گو لوگ داخل نہیں ہونگے۔

حدیث نمبر11

حدیث: اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُالدِّیْن وَمَنْ اَقَامَهَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْن وَمَنْ هَدَمَهَا فَقَدْ هَدَمَ الدِّیْن.

ترجمہ: نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے قائم کیا۔ گویا اُس نے دین کو قائم کیا اور جس نے اسے ڈھادیا اُس نے دین کو ڈھادیا۔

مضمون حدیث: حدیث مذکورہ میں حضورؐ نے نماز کی اہمیت اُجاگر کی ہے۔

تشریح:

یہاں پر رسول اکرمؐ نے نماز کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے اسکی مثال ستون سے دی ہے کہ جس طرح بغیر ستون کے کوئی عمارت قائم نہیں رہ سکتی تو اس طرح دین بھی نماز کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ نماز دین اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ کیونکہ رسول اکرمؐ نے دین اسلام کی بنیاد کو پانچ چیزوں، کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوۃ کو قرار دیا ہے۔ لیکن نماز کو زیادہ اہمیت دی ہے۔ اور نبی کریمؐ نے فرمایا کہ حج اور زکوۃ وغیرہ ہر کسی پر فرض نہیں یعنی غلام اور غریب پر یہ نہیں ہے۔ لیکن نماز ایک ایسا رکن ہے جو ہر کسی پر فرض ہے۔

نماز ایک بدنی عبادت ہے جو اللہ نے انسان پر فرض کر کے انسان کو اللہ نے اپنے آپ سے بات کرنے کا موقع دیا کہ میرے سامنے آ کے باادب کھڑا ہو جا اور میری حمد وثنا میں مشغول ہو جا۔

یہ ایک ایسی عبادت ہے جس کی وجہ سے نمازی کے دل میں خدا کا خوف اور انسانیت کی پیدائش کی حقیقت بھی حاصل ہوتی ہے۔

نماز قرآن مجید کی روشنی میں:

ا۔ اَقِیْمُو الصَّلٰوۃَ وَاٰتُو الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ.

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دیا کرو۔ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرلیا کرو۔

۲۔ قُلْ لِعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ یُقِیْمُو الصَّلٰوۃَ

ترجمہ: میرے ان بندوں سے کہہ دو جو ایمان لائے ہیں کہ نماز قائم کرو۔

نماز احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

ا۔ اگر تم نماز کی حفاظت کرو گے تو اللہ تیری حفاظت کرے گا۔

۲۔ ہر چیز کی ایک نشانی ہوتی ہے اور ایمان کی نشانی نماز ہے۔

۳۔ نماز جنت کی کنجی ہے۔

حدیث نمبر12

حدیث: وَاِذَ قُلْتَ لِصَاحِبَکَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ

ترجمہ: جب تم نے جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے کہا خاموش ہوجاؤ جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو۔ تو تم نے فضول بات کی۔

<u>مضمون حدیث:</u> مذکورہ حدیث میں جمعے کے خطبے کے دوران باتیں کرنے کی نفی فرمائی گئی ہے۔

<u>تشریح:</u>

چونکہ ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں۔ تو یہاں پر رسول اکرمؐ مسلمانوں کو خطبے کے دوران باادب رہنے کی تلقین کررہے ہیں اور بتارہے ہیں کہ جب جمعہ کے دن امام خطبہ دے رہا ہو تو اسے نہایت خاموشی کے ساتھ سننا چاہیے اور یہاں تک کہ اگر کوئی اپنے ساتھی کو بتادے کہ خاموش ہوجا تو اُس نے فضول بات کی۔

حنفی مسلک کا فتویٰ بھی اسی پر ہے کہ خطبہ کے دوران کسی قسم کی بات کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ خطبے کو نہایت خاموشی کے ساتھ سنا جائے گا۔ باقی خطبے کے آداب کے بارے میں جابجا قرآن و احادیث بھی دلالت کرتے ہیں۔

<u>قرآن کی روشنی میں:</u>

ایک مرتبہ رسول اکرمؐ جمعے کا خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ ایک قافلہ آگیا۔ لوگوں کو پتہ چلا تو خطبہ چھوڑ کر باہر خرید و فروخت کیلئے چلے گئے کہ کہیں سامان فروخت ختم نہ ہوجائے۔ اور صرف بارہ آدمی مسجد میں رہ گئے۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ترجمہ: اور جب کوئی سودا بکتا دیکھیں یا کوئی تماشا نظر آئے تو اسکی طرف دوڑ جاتے ہیں اور آپکو کھڑا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ آپؐ ان سے کہہ دیجیے کہ اللہ کے پاس جو ہے وہ کھیل اور تجارت سے بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہترین روزی رساں ہے۔

اس آیت کریمہ سے جمعے کے خطبے کی فضیلت و برکت ثابت ہوتی ہے۔

<u>احادیث کی روشنی میں:</u>

اس کے علاوہ رسول اکرمؐ کے احادیث میں بھی اس کی جابجا تصریح ملتی ہیں۔

ا۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جمعہ کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو۔ اور کوئی شخص بات کررہا ہو تو وہ اُس گدھے کی طرح ہے جو کتابیں اپنے اوپر لادے پھر رہا ہو۔

حدیث نمبر13

حدیث: مَنْ تَخَطّٰی رِقَابَ النَّاسِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اِتَّخَذَ جَسْراً اِلٰی جَهَنَّمَ٥

ترجمہ: جو شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنوں پر پھلانگ کرگیا (گویا) اُس نے جہنم کی طرف پل بنایا۔

<u>تشریح:</u> اس حدیث شریف میں آداب جمعہ، آداب مجلس، احترام انسانیت فضائل جمعہ، اور نظم وضبطہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ جنکا مختصر تذکرہ مندرجہ ذیل ہے۔

ا۔ <u>آداب جمعہ:</u> چونکہ جمعے کا دن سید لایام ہے اس واسطے اس کے بہت زیادہ فضائل ہے۔ اس دن کو خصوصی توجہ دے کر گزاریں۔ اور اس کے اداب کو پورا کیا جائے۔

۲۔ <u>آداب مجلس:</u> حدیث مذکورہ میں آداب مجلس کی طرف بھی اشارہ ہے اسکے علاوہ دوسرے احادیث میں بھی آداب مجلس بیان کئے گئے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

الف۔ مجلس ایسی ہونی چاہیے جس میں اللہ کا ذکر ہو۔

ب۔ جب ایک شخص ایک جگہ سے اٹھ جائے اور پھر واپس آجائے تو وہ اس جگہ کا مستحق ہے۔

د۔ نئے آنے والوں کو جگہ دینا اور مجلس میں کشادگی پیدا کرنا۔

۳۔ <u>احترام انسانیت:</u> یہاں پر گردنیں پھلانگنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کی عزت کا خیال رکھنا پہلی صف میں کھڑے ہونے سے افضل ہے۔ کہ لوگوں کی گردنوں پر پھلانگ کر اگلے صف میں جائیں۔

۴۔ <u>فضائل جمعہ:</u> اس حدیث میں چوتھی چیز جمعہ کے فضائل بیان ہوئی ہے۔ کہ اگر کوئی جمعے کے دن کا پورا احتمام کرے گا تو وہ اللہ کی غذاب سے بچے گا۔ اور اگر نہیں کرے گا تو حضورؐ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: کہ میرا پکا ارادہ ہے کہ میں کسی شخص کو اپنی جگہ امام بنادوں اور خود اُن لوگوں کے گھروں کو جلانے نکلوں جو لوگ جمعہ کے نماز میں نہیں ہیں۔

awazeinqilab.com

حدیث نمبر14

حدیث: اِذَا اُقِيْمَتُ الصَّلٰوةَ فَلَا تَاْتُوْهَا تَسْعُوْنَ وَاْتُوْ هَا تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةَ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا

ترجمہ: جب نماز کھڑی ہوجائے تو اُس کے لئے دوڑتے ہوئے نہ آؤ بلکہ اطمینان سے چلتے آؤ جو تم پالو اُسے ادا کرو اور جو تم سے رہ جائے اُسے ادا کرلو۔

تشریح: اس حدیث میں مندرجہ ذیل چار عنوانات مذکور ہیں۔

ا۔ **اقامت الصلوٰۃ:** جیسا کہ حدیث کے مضمون سے صاف ظاہر ہے کہ جب نماز کا وقت ہوجائے تو ہر حال میں نماز پڑھنا لازم ہے اور باجماعت پڑھنا افضل ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَاباً مَّوْقُوْتاً

(ترجمہ) بے شک نماز مومنوں پر وقت مقررہ پر فرض ہے۔

۲۔ **آداب مسجد:**

اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آداب مسجد کا خیال رکھا جائے۔ کیونکہ مسجد بیت اللہ ہے اور اس میں دوڑنا، شور کرنا اور باتیں کرنا حرام ہے۔

ارشاد نبویؐ ہے۔ مسجد میں باتیں کرنے سے نیکیاں ایسی ختم ہوتی ہیں جس طرح آگ سوکھے لکڑیوں کو جلا دیتی ہے۔ یعنی ختم کر دیتی ہے۔

۳۔ **باجماعت نماز کی فضیلت:** اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ باجماعت نماز پڑھیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

آیت: وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ.

ترجمہ: رکوع کرنیوالوں کے ساتھ رکوع کرو۔ (باجماعت نماز پڑھو)

حدیث نبویؐ ہے کہ باجماعت نماز تنہا نماز پڑھنے سے 27 درجے ثواب میں زیادہ ہے۔ (بخاری)

۴۔ **آداب الصلوٰۃ:** اس حدیث میں اشارہ موجود ہے کہ مکمل اطمینان اور وقار کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ.

ترجمہ: اور عاجزی کی حالت میں اللہ کے سامنے کھڑے ہوجاؤ۔

حدیث نمبر15

حدیث: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهُ اِيْمَانًا وَ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

ترجمہ: جس نے ایمان اور اجر کی نیت سے روزے رکھے۔ اور اس کی راتوں میں قیام کیا تو اس کے پہلے گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔

مضمون حدیث: اس حدیث میں رمضان کی فضیلت بیان ہوتی ہے۔

تشریح: صوم عربی زبان کا لفظ ہے جسکے لغوی معنی ہیں کسی فعل سے رکنا اور ترک کر دینا۔ لیکن اصطلاح میں ماہِ رمضان میں جو روزے رکھے جاتے ہیں۔ یا ویسے کھانے پینے سے گریز کر کے نفلی روزے رکھے جاتے ہیں۔ اُسے صوم کہتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور مباشرت کرنے اور ہر قسم کے گناہوں سے رک جانا ہے چونکہ روزہ دین اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ اور اسکو جس طرح اس کا حق ہے ادا کرنے سے حدیث مذکورہ کی رو سے بندے کے سارے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ کیونکہ اس مہینے کے بہت زیادہ برکات ہیں۔

اسلئے اللہ نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا۔ الصلوم لی وانا اجری به.

ترجمہ: روزہ میرے لئے ہے اور اسکا اجر میں دونگا۔

روزہ قرآن مجید کی روشنی میں:

آیت: فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ.

ترجمہ: پس تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پائے وہ ضرور پورے روزے رکھے۔

آیت: وَاَتِمُّوْا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ.

ترجمہ: اور روزہ شام تک پورا کراؤ۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ رمضان میں سب روزہ داروں کی مغفرت کی جاتی ہے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ روزہ آدمی کے لئے ڈھال کی مانند ہے جب تک اسکو کھول نہ دیں۔

حدیث نمبر 16

حدیث: لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَة" عِنْدَ اَفْطَارِہٖ وَ فَرْحَة" عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّہٖ.

ترجمہ: روزہ دار کے لئے دوخوشیاں ہیں۔ایک خوشی اسکے افطار کے وقت اوردوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔

تشریح: اس حدیث میں روزہ دار کے لئے دوخوشیوں کا ذکر ہے ایک خوشی کا تعلق دنیا سے ہے جبکہ دوسری خوشی کا تعلق آخرت سے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ روزہ دار کے لئے دنیاوآخرت میں راحت، خوشی وکامیابی ہے کیونکہ اُس نے اللہ کے راضی کرنے کے لئے اپنی خواہشات کوچھوڑ دیا۔ اور تکالیف برداشت کیں تو اللہ بھی اس بندے کودنیاوآخرت کی خوشیوں سے سرفراز کریگا۔ اوراسکو جنت میں جگہ دیگا۔کیونکہ ارشادخداوندی ہے۔

آیت: وَاَمَّامَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی

ترجمہ: جوشخص اپنے رب کی ملاقات سے ڈرگیااوراپنی نفسانی خواہشات کوترک کرکیا تویقیناً جنت اس کاٹھکانہ ہوگا۔

یعنی ترک خواہشات دخول جنت کاسبب ہے۔

حدیث پاک میں دوخوشیوں کاذکر ہے ایک کاتعلق دنیا سے ہے جوافطاری کے وقت روزہ دارکوملتی ہے۔اوردوسری خوشی روزہ دارکواللہ سے ملاقات کے وقت ملےگی۔ جس کاذکرکرناقلم کی طاقت سے بعید ہے۔ البتہ حدیث قدسی ہے۔

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ روزہ میرے لئے ہےاور میں اسکااجر دونگا۔

<u>احادیث مبارکہ کی روشنی میں:</u>

۱۔ ارشادنبویؐ ہے جوشخص شب قدر میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے کھڑاہوگا۔اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے اورجس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اسکے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

۲۔ حضورؐکاارشاد ہے کہ اللہ اوراس کے فرشتے سحری کرنے والوں پررحمت فرماتے ہیں۔

حدیث نمبر 17

حدیث: مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ فَقَضٰی مَنَاسِکَہٗ وَسَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ الِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ

ترجمہ: جس نے اللہ کے گھر کاحج کیااوراسکے مناسک اداکیےاور مسلمان اسکی زبان اوراسکے ہاتھ سے محفوظ رہے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔

تشریح: حج اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے حج کے لغوی معنی ہیں نیت کرنا یاارادہ کرنااور اصطلاحی معنوں میں بیت اللہ کی طرف جانااوروہاں پرکچھ خاص قسم کہ عبادات بجالاناجسے مناسک کہتے ہیں حج کہلاتا ہے۔ چونکہ حج سال میں خاص دنوں میں ہوتا ہےاس لئے وہاں پربہت زیادہ رش ہوتا ہے۔اس لئے اس حدیث مبارکہ میں بخشش کودوباتوں پرموقوف رکھا ہے۔ جوکہ مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ <u>حقوق اللہ:</u> چونکہ حج صرف اللہ کی رضا کے لئے ہوتا ہے۔تو یہ حقوق اللہ میں آتا ہے۔ اوراللہ اس پراجراجر کی نوید سناتا ہےاوراسکے ساتھ ساتھ رسول اکرمؐ نے بھی جابجااسے گناہوں کے بخشنے کاذریعہ فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے: وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا. وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ" عَنِ الْعَالَمِیْنَ○

ترجمہ: اللہ کی طرف سے لوگوں پراس گھر کاقصد کرنافرض ہےجس کواس راستے کے سفر کی طاقت ہو۔ اورجواس قدرت کے باوجود اس سے بازرہے تواللہ سارے جہانوں سے بے نیاز ہے۔

۲۔ <u>حقوق العباد:</u> اس حدیث میں دوسری چیز حقوق العباد ہے کہ اس بڑے ہجوم میں لوگوں کوایک دوسرے کاخیال رکھنا چاہیے۔ چونکہ جب انسان کسی دوسرے شخص کوتکلیف پہنچاتا ہےتوظاہری طور پراس کے دوسبب ہوتے ہیں۔ یاتووہ تکلیف ہاتھ کے ذریعے پہنچائی جاتی ہے یازبان کے ذریعے یہاں پررسول اکرمؐ نے ان دونوں باتوں کی نفی فرمائی۔

حضورؐکاارشاد ہے۔ مسلمان وہ ہےجس کے ہاتھ اورزبان سے دوسرامسلمان محفوظ رہے۔

awazeinqilab.com

حدیث نمبر 18

حدیث: مَنْ اِغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَی النَّارِ.

ترجمہ: جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے اللہ تعالیٰ نے اُسے آگ پر حرام کر دیا۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے راستے میں کوشش کرنا ہے جسے ہم جہاد کہتے ہیں جہاد کا لفظ جہد سے نکلا ہے جس کے معنی کوشش کرنے کے ہیں۔ مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ کے راستے میں ہر منظم کوشش کا نام جہاد ہے۔

لیکن عام اصطلاح میں جہاد اللہ کے راستے میں تلوار اٹھا کر لڑنے کا نام ہے۔ چونکہ بندہ اس دنیا میں اللہ کا خلیفہ و غلام ہے اسلئے یہ بندہ جو بھی مصیبتیں اور تکالیف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے برداشت کرتا ہے اس پر اسکو ضرور اجر ملتا ہے۔ جو بھی قدم اللہ کی راہ میں اٹھاتا ہے وہ اس کے لئے بخشش اور بلندی درجات کا سبب بنتا ہے۔ اور اُس پر جہنم کی آگ حرام کر دی جاتی ہے اللہ کی راہ میں جہاد کی بڑی فضیلت اور بلند مرتبہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے بڑے انعامات ہیں۔

جب حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ دوم نامزد کیے گئے تو پہلے خطبے میں انہوں نے اپنی تلوار نیام سے نکال کر ارشاد فرمایا۔ کہ اگر یہ تلوار اسی طرح نیام سے باہر اور میرے ہاتھ میں ننگی ہو تو اسلام غالب ہوگا۔ اور اگر اسکو نیام میں رکھا تو کفر غالب اور اسلام مغلوب رہے گا۔

اللہ نے مسلمانوں کے لئے دونوں حالتوں میں خیر رکھا ہے غازی بن کر واپس آئے یا شہید ہو جائے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن — نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

جہاد قرآن کی روشنی میں:

آیت: وَجَاهِدُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ.

ترجمہ: جہاد کرو اللہ کی راہ میں تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

آیت: اِنْفِرُوْ خِفَافًا وَ ثِقَالًا وَ جَاهِدُوْ بِاَمْوَالِکُمْ وَ اَنْفُسِکُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

ترجمہ: جہاد کے لئے جاؤ خواہ تم ہلکے ہو یا ثقیل اور اپنی جانوں اور مال سے اللہ کے راستے میں جہاد کرو۔

احادیث مبارکہ:

۱۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔

۲۔ حضورؐ نے فرمایا۔ سب سے بہتر عمل اللہ پر ایمان لانا اور اسکی راہ میں جہاد کرنا۔

حدیث نمبر 19

حدیث: کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اُسکی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔

تشریح: اس حدیث میں معاشرے کے ہر فرد پر ذمہ داریاں عائد ہو رہی ہیں کیونکہ حدیث پاک میں لفظ راعی استعمال ہوا ہے جس سے مراد چرواہا ہے۔ اور رعیہ کے معنی ریوڑ کے ہیں۔ تو جس طرح ایک چرواہا اپنے ریوڑ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ اُن کو حلال کھانا کھلاتا ہے تو اس طرح ہر شخص اپنی جگہ ذمہ دار اور نگہبان ہے اور ان ذمہ داریوں کو جیسا کہ اس کا حق ہے پورا کرنے کی تاکید ہے۔

اس طرح ایک معاشرے میں رہ کر ہر ایک بندے پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں چاہے بادشاہ ہو، غلام ہو، والد ہو یا بیٹا الغرض معاشرے کے کسی بھی طبقے سے تعلق رکھتا ہو۔ اسکا معاشرے میں ایک کردار ہوتا ہے اسلئے قرآن و حدیث نے بھی ہر شخص کو اسکا کردار ادا کرنے کی تلقین کی ہے۔

قرآنی حوالہ:

آیت: **اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّ الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَهْلِهَا۝**

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اماتنوں کو مستحقین کے حوالے کرو۔

آیت: یَااَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْ قُوْ اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَاراً

ترجمہ: اے مومنوں اپنے آپکو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

حدیث مبارکہ کا حوالہ:

۱۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ جس بندے کو اللہ تعالیٰ رعیت کا حکمران بنا دیتا ہے اور وہ اپنے رعایا کے ساتھ دھوکہ کرنے والا ہو تو وہ جس دن فوت ہوگا۔ تو اللہ اُس پر جنت حرام کر دے گا۔

۲۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے امور کا حاکم بنائے اور وہ انکی ضرورتوں، احتیاج، فقر و فاقہ سے کچھ سروکار نہ رکھے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسکی ضرورتوں اور حاجتوں وغیرہ کا کچھ خیال نہ رکھے گا۔

حدیث نمبر 20

حدیث: خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاس ۔

ترجمہ: بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔

<u>مضمون حدیث:</u> اس حدیث میں خدمت خلق بغیر کسی لالچ کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

<u>تشریح:</u> معاشرہ افراد کے مجموعے کا نام ہے۔ کوئی شخص تنہا اپنی ضروریات پوری نہیں کر سکتا۔ کیونکہ انسان ایک دوسرے کے تعاون کا محتاج ہے اور کوئی بندہ اس دنیا میں اکیلے نہیں رہ سکتا۔ اسلئے حدیث پاک میں بہترین شخص اسے قرار دیا گیا ہے۔ جس کا وجود معاشرے کے دوسرے افراد کے لئے نفع بخش ہو۔ نہ کہ باعث تکلیف کیونکہ جس شخص سے کسی کو فائدہ نہ پہنچے اسکی مثال مردے جیسی ہے۔ اسلئے تمام انبیاء کرام کا یہی طریقہ تھا۔ کہ وہ بذاتِ خود لوگوں کی خدمت بغیر کسی لالچ کے کیا کرتے تھے اور اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللہ کا نعرہ بلند کرتے تھے کہ ہمارا بدلہ اللہ پر ہے۔

تو اس سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے۔ کہ مسلمان کی زندگی کا مقصد آخرت کی کامیابی کا حاصل کرنا ہے اور اس کے ساتھ اللہ کا یہ احسان بھی رہا ہے کہ اگر کوئی ایمان والا اس نیت سے کوئی کام کرے کہ مجھے اللہ اس پر اجر دے گا۔ تو یہ اسکی عبادت بن جاتی ہے تو لوگوں کی بھلائی کے کام کرنا بذات خود ایک عبادت ہے اور حدیث پاک کے رو سے بہترین آدمی بننا ہے۔

<u>لوگوں کے ساتھ بھلائی احادیث کی نظر میں:</u>

۱۔ رسولؐ نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔

۲۔ جو آدمی اپنے بھائی کی حاجت روائی کیلئے مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکی ضرورتیں پوری کرواتا ہے۔

۵۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اچھی اور میٹھی بات بھی صدقہ ہے۔

------ تمت بالخیر ------

تالیف: سردار بھادر (ایم اے، بی ایڈ)

نوٹس اسلامیات لازمی

☆برائے جماعت: ہشتم و نہم☆

تالیف: سردار بھادر (ایم اے، بی ایڈ)

مدرس: قائداعظم پبلک سکول زیدہ (صوابی)

موضوعاتی مطالعہ

ملنے کا پتہ: سعادت بکڈپو مین بازار مرغز

موبائل: 03009085509 موبائل: 03459687882

awazeinqilab.com

موضوعاتی مطالعہ

قرآن مجید (تعارف، حفاظت اور فضائل)

سوال نمبر 1 قرآن مجید کا مختصر تعارف بیان کریں۔

جواب: قرآن کا تعارف:

اللہ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اس کو عقل و سمجھ دی اور اس کو اچھائی اور برائی میں فرق کرنے کی صلاحیت دی۔ لیکن چونکہ انسان کی عقل ناقص ہے اور کبھی کبھار غلط راستے کا انتخاب کر لیتا ہے اس لئے ضرورت اس بات کی تھی کہ انسان کو صحیح راستے پر لانے کے لئے کوئی طریقہ اختیار کیا جائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کام کو پورا کرنے کے لئے انبیاء کرام بھیجے۔ اور آسمانی کتب اور صحیفے نازل کیے جیسا کہ تورات حضرت موسیٰ زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر اور انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آخر میں اللہ تعالیٰ نے اس کام کی تکمیل کے لئے اور ایک مکمل زندگی کا نظام دینے کے لئے ایک عظیم الشان کتاب نازل فرمائی۔ اسکی بدولت عربوں کی وحشیت اور بربریت کی زندگی مثالی زندگی میں تبدیل ہوگئی۔ اسکی بدولت درختوں، ستاروں، اور بتوں کی عبادت کرنے والے خدائے واحد کے فرمانبردار بن گئے۔ اس کتاب کی تعلیم نے عرب کے بدوؤں کو خلفائے راشدین بنایا۔ کیونکہ قرآن نے ان کے اندر تبدیلی پیدا کی۔ اس کو انسانیت کے قدر سے آگاہ کیا۔ ان کو کامیابی کے راز سے باخبر کیا۔ ان کو امانت، صداقت اور دیانت کا سبق دیا۔ اور یہ اس لئے کہ قرآن میں زندگی کے ہر شعبے کے متعلق رہنمائی موجود ہے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ بطور شکوہ فرماتے ہیں۔

فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْن.

ترجمہ: پس اس کلام (قرآن) کے علاوہ وہ کس کلام پر ایمان لائیں گے۔

سوال نمبر 2 قرآن مجید کی حفاظت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: قرآن مجید کی حفاظت:

چونکہ قرآن سے پہلے کتابوں کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے لوگوں پر عائد کی تھی وہ اس میں تبدیلی کرتے ہیں۔ اسلئے اللہ نے قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود اٹھالیا۔ اور اسکی حفاظت اپنے ذمہ لے لی۔ ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْن.

ترجمہ: بے شک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم اسکی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً اللہ نے لوگوں سے اسکی حفاظت کا کام لیا اور اس قرآن کو اس ترتیب سے لکھوایا گیا کہ اس میں کسی قسم کی شک کی گنجائش نہیں رہی۔

۱۔ عہد نبویؐ میں قرآن کی کتابت:

قرآن مجید بیک وقت نازل نہیں ہوا بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا گیا۔ جونہی کوئی آیت نازل ہوتی صحابہ کرام اُسکو لکھ دیتے تھے۔ اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد نبویؐ میں ایک خاص مقام مقرر کیا گیا تھا۔ جہاں پر ان لکھے ہوئے نسخوں کو رکھ دیا جاتا تھا۔ اور پانچوں نمازوں میں اسکی تلاوت کی جاتی تا کہ لوگوں کو یاد ہو جائے۔

۲۔ عہد صدیقی میں تدوین قرآن:

ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں جب مسلمانوں نے مسلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ لڑی تو اس میں ستر (۷۰) حفاظ کرام شہید ہوئے۔ تو حضرت عمرؓ نے ابوبکر صدیقؓ کو مشورہ دیا کہ قرآن کو مکمل طور پر ایک مصحف میں لکھ دیا جائے۔ وہ حضرت عمرؓ کی رائے سے متفق ہوئے۔ اور قرآن مجید کو ماہر صحابہ کرامؓ کی مدد سے ایک مصحف میں جمع کیا۔

۳۔ عہد عثمانی میں تدوین قرآن:

چونکہ حضرت عثمانؓ کے عہد میں اسلامی سلطنت کے حدود وسیع ہو گئے تھے۔ اس لئے خذیفہ بن یمانؓ آرمینیا کے جنگ میں شریک تھے۔ وہاں انہوں نے مسلمانوں کے درمیان قرأت میں اختلاف پایا۔ اور حضرت عثمانؓ کو درخواست کی کہ اسکی فکر کی جائے۔ حضرت عثمانؓ نے قرآن کو قریش کے قرأت کے مطابق لکھا اور اسکے نقول کروا کر اسکا ایک ایک نسخہ تمام صوبائی دارالحکومتوں میں بھیجا۔ تا کہ اس پر عمل کیا جائے۔

سوال نمبر 3 فضائل قرآن پر نوٹ لکھیں۔

جواب: قرآن اللہ کا ایک بھیجا ہوا ایسا کتاب ہے۔ جو لوگوں کو ہدایت پر لانے کے لئے نازل کیا گیا۔ تا کہ لوگ اس قرآن پاک سے اپنے لئے زندگی کے اصول وضع کرے اور ان اصولوں کے تحت زندگی گزارے۔ چاہے وہ زندگی کا کوئی بھی میدان ہو۔

زندگی کے اصول لینے کے علاوہ اللہ نے اس کتاب کے پڑھنے پر لوگوں کے ساتھ اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا اور ایک لفظ کے پڑھنے پر دس نیکیاں بھی ملیں گی۔

رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو ایک حرفِ قرآن کا پڑھے اس کے لئے اس ایک حرف کے عوض ایک نیکی ہے۔ اور ایک نیکی کا بدلہ دس نیکیوں کے برابر ملتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سارا الم میں ایک حرف ہے۔ بلکہ الف ایک حرف اور "ل" دوسرا حرف اور "م" تیسرا حرف ہے۔ اسکے علاوہ اللہ تعالیٰ قرآن کے فضائل قرآن میں بھی ذکر فرماتے ہیں۔

قرآن کی فضائل قرآن کی روشنی میں:

آیت: لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ کِتَابًا فِیْهِ ذِکْرُکُمْ.

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہاری طرف کتاب اُتاری۔ جس میں تمہاری شرافت ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

آیت: وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝

ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسکی طرف کان لگالیا کرو۔ اور خاموش رہا کرو امید ہے تم پر رحمت ہو جائے۔

قرآن کے فضائل احادیث کی روشنی میں:

ا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تم میں سے بہترین شخص وہ ہے۔ جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

۲۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ ہر ایک چیز کے لئے کوئی شرافت وافتخار ہوتا ہے لیکن میری اُمت کے لئے شرافت وافتخار یہ ہے کہ ان کے سینوں میں علوم القرآن ہے۔

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ رسول اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ جس بندے نے ایک رات میں قرآن پاک کی دس آیتیں بھی تلاوت کی وہ اس رات کے غافلوں میں شمار نہیں ہوگا۔

﴿اللہ اور اسکی رسول کی محبت واطاعت﴾

سوال نمبر 1 اللہ تعالیٰ کی محبت سے کیا مراد ہے؟

جواب: **اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت:**

اللہ کے احسانات کا تقاضہ:

اللہ نے انسان کو پیدا کیا۔ پھر اسکی پرورش کے اسباب مہیا کئے اور اُس پر بے شمار انعامات واحسانات کی بارش کی سورج، چاند، ستارے زمین اور آسمان سب کے سب انسانی خدمت میں لگائیں۔ اسکے ساتھ ساتھ انسان کی روحانی اصلاح کے لئے انبیاء ورسل بھیجے۔ اور حدایت کے لئے صحائف اور آسمانی کتب نازل فرمائیں۔ پس ان تمام احسانات کا تقاضہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے محبت کرے۔ اسکی اطاعت کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ انسان کا حقیقی مالک ہے۔

اللہ تعالیٰ سے محبت کے تقاضے:

ا۔ **اتباعِ رسولؐ:** اللہ کی اطاعت رسول کی اطاعت کے ساتھ لازم وملزوم ہے۔ ارشاد ہے۔

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

ترجمہ: اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔

۲۔ **عبادت:** حدیث قدسی ہے۔ (ترجمہ) اور بندہ ہمیشہ میرا قرب نوافل کے ساتھ حاصل کرسکتا ہے یہاں تک کہ میں اُس سے محبت کرنے لگ جاؤں۔

۳۔ **اللہ سے مانگنا:** حدیث قدسی ہے۔

(ترجمہ) جب وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اُسکو دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اُسکو پناہ دے دیتا ہوں۔

۴۔ **نیک لوگوں سے محبت:**

اللہ سے محبت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ اس کے نیک اور برگزیدہ بندوں کے ساتھ محبت کی جائے۔ تو اللہ ان سے محبت فرمائیں گے۔

۵۔ **تسلیم ورضا:**

اللہ کی محبت کا ایک تقاضہ یہ بھی ہے کہ اللہ کے فیصلوں پر بندہ راضی ہو جائے۔

سوال نمبر 2 رسول اکرمؐ کی اطاعت ومحبت کیوں ضروری ہے؟

جواب: **رسول اکرمؐ کی اطاعت ومحبت:**

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کا انتظام فرمایا اور انسانوں کی اصلاح کے لئے وقتاً فوقتاً انبیاء کرام مبعوث فرمائے۔ ان انبیاء کرام کی آخری کڑی رسول اکرمؐ تھے۔ جو تمام دنیا کے لئے نبی بھیجے گئے تھے۔ اور تمام انبیاء پر فضیلت حاصل کی۔

اسکے علاوہ اپنی اُمت کے لئے نہایت ہی نرم گوشہ رکھنے والے انسان جن کو نبوت کی ابتداء سے لیکر آخری سانس تک اُمت کی فکر کھا رہی تھی۔ جو حج کے میدان میں کھڑی دھوپ میں پانچ پانچ گھنٹے امتی امتی کا نعرہ لگا کر اپنی اُمت کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ ایک ایسی ہستی جو اُمت کی درد کی وجہ سے ساری رات سو نہ پاتے تھے۔ اور اللہ کے سامنے اپنا عجز رکھ کر اپنی اُمت کے لئے دعائیں کرتے تھے۔

تو ایسی نبیؐ کے پیروکار ہونے کی وجہ سے ہمارے اوپر یہ لازم ہے کہ ہم ان کے ساتھ محبت رکھیں اور اُن کی اطاعت کریں۔

رسول اکرمؐ سے محبت کے تقاضے:

ا۔ **رسول اکرمؐ پر ایمان:**

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ میری امت کے تمام لوگ جنت میں داخل ہونگے۔ مگر جس نے انکار کیا۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ وہ کون شخص ہے جو انکار کرتا ہے۔ فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس نے نافرمانی کی اُس نے انکار کیا۔

۲۔ **اطاعت رسول ﷺ:** رسول اکرمؐ کی اطاعت انتہائی ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: بے شک تمہارے لئے رسول اکرمؐ میں بہترین نمونہ ہے۔

۳: **رسول اکرمؐ کی عزت وتوقیر:** ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

awazeinqilab.com

وَتُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ

ترجمہ: تاکہ تم رسول اکرم کی عزت وتوقیر کرو۔

۴۔ رسول اکرمؐ پر درود وسلام بھیجنا: ارشاد خداوندی ہے۔ اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریمؐ پر درود وسلام بھیجتے ہیں اس لئے اے ایمان والو تم بھی آپؐ پر درود وسلام بھیجو۔

سوال نمبر 3 قرآن پاک کی کسی آیت کے حوالے سے ختم نبوت کا مفہوم واضح کریں۔

جواب: ختم نبوت:

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام کا سلسلہ حضرت آدمؑ سے شروع کیا۔ ہر قوم اور ہر ملک کے لئے اللہ تعالیٰ نے الگ الگ نبیؑ اور رسول بھیجے کہ وہ اپنی قوم وملت کو جہالت اور کفر وشرک کے اندھیروں سے نکال کر توحید وسنت کی روشنی میں داخل کر دیں۔ تو آخر میں اللہ نے آپ ﷺ کو بھیجا۔ آپ کی بعثت کے بعد نہ کوئی اور نبی کی ضرورت رہی نہ کسی کتاب کی حاجت۔ کیونکہ آپؐ میں تمام انبیاء کی خوبیاں جمع تھیں۔ اور جو کتاب قرآن آپؐ پر نازل ہوا۔ وہ بھی تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ ہے۔ اور ان سے بدرجہا بہتر ہے۔ اس لئے آپ کی بعثت کے بعد تا قیامت آپ کی سنت کی تابعداری تمام انسانوں پر عائد ہے کیونکہ آپؐ تمام انسانوں کے لئے رحمت تھے۔

ختم نبوت اور قرآن کا بیان:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا.

ترجمہ: کہو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ○

ترجمہ: محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں۔

ان آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ اللہ کے آخری نبیؐ تھے۔ اور جب کہ آپؐ کے حدیث سے ظاہر ہے کہ لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

﴿علم کی فرضیت اور فضیلت﴾

سوال نمبر 1 قرآن مجید کی روشنی میں علم کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: علم کے معنی ہیں آگاہ ہونے کے ہیں۔ علم انسانی زیور ہے۔ علم انسان کو دوسروں سے ممتاز بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا نائب بنا کر بھیجا اسے اشرف المخلوقات ٹھہرا کر اسے دوسرے مخلوقات پر معتبر ٹھہرایا۔ اسے فرشتوں سے سجدہ کروایا یہ عزت اور فضیلت انسان کو علم ہی کی بدولت حاصل ہوئی۔ قرآن کریم نے جا بجا علم کی اہمیت بیان کی جس کے خاص نکات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اللہ کا رحم: اللہ کا انسان پر بے حد احسان ہے کہ اسکو علم سے نوازا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰن

ترجمہ: رحمٰن وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم دی۔

۲۔ اشرف المخلوقات: اللہ نے علم کی ہی وجہ سے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اور فرشتوں سے حضرت آدمؑ کو سجدہ کروایا۔

۳۔ فکر کی ترغیب: قرآن میں اللہ نے جا بجا فکر کی ترغیب دی۔ اور ارشاد فرمایا۔ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ. کیا یہ لوگ کائنات میں غور وخوض نہیں کرتے؟

۴۔ پہلی وحی: اللہ نے پہلی وحی ہی علم کے بارے میں نازل کی جیسا کہ ارشاد ہے۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ۔ یعنی پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔

۵۔ عالم اور جاہل برابر نہیں: قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ.

ترجمہ: کہہ دیجیے اے محمدؐ کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو علم نہیں رکھتے برابر ہو سکتے ہیں؟

۶۔ علم والے اللہ سے ڈرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ علم والے لوگ ہی اللہ سے ڈرنے والے ہوتے ہیں۔ ارشاد ہے۔ ترجمہ: بے شک اللہ سے اہل علم ہی ڈرتے ہیں۔

سوال نمبر 2 احادیث کی روشنی میں علم کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: مسلمانوں کو علم کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ قرآن نے دین کے احکام کے ساتھ ساتھ دنیاوی فلسفہ کی بھی دعوت دی ہے۔ رسول اکرمؐ نے جا بجا علم کے حاصل کرنے پر زور دیا ہے۔ آپؐ کے ارشادات علم کے متعلق مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ حضورؐ بحیثیت معلم: حضورؐ کا ارشاد ہے کہ۔ اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا کہ مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔

۲۔ علم کا حاصل کرنا مرد اور عورت پر فرض ہے:

رسول اللہؐ کا ارشاد ہے۔ کہ علم کا حاصل کرنا مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

۳۔ علم حاصل کرنا تمام عمر کا کام: رسول اللہؐ کا ارشاد ہے۔

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْد. ترجمہ: ماں کے گود سے قبر تک علم حاصل کرو۔

۴۔ علم مومن کا متاع گمشدہ: رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ علم مومن کا متاع گمشدہ ہے اسے جہاں سے بھی ملے حاصل کرے۔

۵۔ **علم جہاں سے بھی ہو حاصل کرو:** آپؐ نے فرمایا کہ علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین کیوں نہ جانا پڑے۔ ایک دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا۔ کہ مومن علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ جنت میں پہنچ جائے۔

۶۔ **علم اللہ کی بھلائی ہے:** حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسکو دین میں سمجھ عطا کرتا ہے۔

۷۔ **علم جنت کا ذریعہ:** ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص علم کے راستے پر چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے۔

﴿زکوۃ (فرضیت، اہمیت اور مصارف)﴾

سوال نمبر 1. زکوۃ کا مفہوم اور اسکی فرضیت بیان کیجیے۔

جواب: مفہوم: زکوۃ کے لغوی معنی ہیں پاک ہونا، نشو نما کرنا، بڑھنا اور بابرکت ہونا ہے۔ اور شریعت میں زکوۃ مال کے اُس حصے کا نام ہے۔ جو اللہ کے حکم کی تکمیل میں اسکے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق نادار لوگوں کو دیا جاتا ہے۔ یہ عبادت ہر عاقل، بالغ اور آزاد مسلمان پر فرض ہے۔ جسکی ملکیت میں ایک سال تک نصاب مال موجود ہو۔

فرضیت: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بے شمار مالی و جانی نعمتوں سے نوازا اور پھر بطور امتحان انسان سے ان دونوں قسم کے انعامات کی قربانی کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ روزہ و نماز بدنی عبادات میں فرض ہے اور زکوۃ مالی عبادت میں فرض ہے۔ قرآن نے مختلف جگہوں پر زکوۃ کی فرضیت کا حکم ان الفاظ میں دیا ہے۔

۱۔ اَقِیْمُو الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوْ الزَّکٰوۃَ۔ (ترجمہ) نماز قائم کرو اور زکوۃ دیا کرو۔

۲۔ وَاٰتُوْ حَقَّہٗ یَوْمَ حَصَادِہٖ۔ (ترجمہ) فصل میں جو حق واجب ہے وہ اسکے کاٹنے کے دن دیا کرو۔

۳۔ وَالَّذِیْنَ فِیْ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ مَعْلُوْم لِسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْم۔

(ترجمہ) اور یہ وہ لوگ ہے جن کے مالوں میں حاجتمندوں اور ناداروں کے لئے معلوم و مقرر حق ہے۔

نصاب زکوۃ:

چاندی: ساڑھے باؤن تولے۔ **سونا:** ساڑے سات تولے۔

روپیہ اور مال تجارت: سونے، چاندی دونوں کے برابر مال یا مال تجارت کا چالیسواں حصہ۔

پالتو جانور: پانچ اونٹ، چالیس بکریاں، تیس گائیں۔

سوال نمبر 2 زکوۃ کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: اہمیت:

زکوۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک جماعت حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی انہوں نے حضورؐ سے اسلام کی تعلیمات دریافت کی تو آپؐ نے اعمال میں سب سے پہلے نماز اور پھر زکوۃ کا ذکر کیا۔ اسلام میں زکوۃ کی اہمیت بے تحاشا ہے اور قرآن نے جا بجا زکوۃ کے ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ **نماز اور زکوۃ کا ایک ساتھ ذکر:** قرآن کا اسلوب ہے کہ نماز اور زکوۃ کا ذکر ایک ساتھ کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَقِیْمُو الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوْ الزَّکٰوۃَ۔ (ترجمہ) نماز قائم کرو اور زکوۃ دیا کرو۔

۲۔ **غریب کی امداد کا ذریعہ:** اسلام نے زکوۃ کو غریبوں کا حصہ قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے۔

وَالَّذِیْنَ فِیْ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ مَعْلُوْم لِسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْم۔

ترجمہ: اور یہ وہ لوگ ہے۔ جن کے مالوں میں ناداروں اور حاجتمندوں کے لئے معلوم و مقرر حصہ ہے۔

۳۔ **معاشرے میں سرمائے کی گردش:** نظام زکوۃ مال کو ایک مخصوص طبقے میں گردش کرنے سے روکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لِکَیْ لَایَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَاءِ مِنْکُمْ۔

ترجمہ: تاکہ ایسا نہ ہو کہ مال صرف اغنیا کے گرد ہی محدود ہو کر رہ جائے۔

۴۔ **خلیفہ اول کا طرز عمل:** حضور کی رحلت کے بعد جب لوگوں نے زکوۃ ادا کرنے سے انکار کیا۔ تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کے خلاف جہاد کیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

"خدا کی قسم میں اُس سے ضرور جہاد کروں گا۔ جس نے نماز و زکوۃ میں فرق کیا۔"

۵۔ **زکوۃ کی فرضیت اور تہذیب نفس:** زکوۃ کی فرضیت تہذیب نفس اصلاح اخلاق اور نفع آخرت کے لئے ہے۔ ارشاد ہے۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا۔

ترجمہ: اے محمدؐ آپ ان کے مال سے صدقہ (زکوۃ) لیا کریں تاکہ اسکے ذریعے ان کے دلوں کو پاک کریں۔

۶۔ **امن کا ذریعہ:** زکوۃ کے ذریعے سے معاشرہ امن کا گہوارہ بن جاتا ہے اور چوری اور ڈکیتی جیسی چیزیں ختم ہو جاتی ہے

سوال نمبر 3: قرآنی تعلیمات کی روشنی میں زکوۃ کے مصارف بیان کریں۔

جواب: زکوۃ کے مصارف: مصارف مصرف کی جمع ہے اور اس سے وہ مقامات مراد ہے۔ جہاں مالِ زکوۃ تقسیم کی جاتی ہے۔ یعنی مستحقین زکوۃ قرآن کریم میں سورۃ التوبہ میں مصارف کا بیان اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۔ فَرِيْضَةً مِّنَ اللهِ. وَاللهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ O

ترجمہ: بے شک صدقات (زکوۃ) غریبوں، مسکینوں، زکوۃ کے محکمے میں کام کرنے والوں اور تالیف قلب کی خاطر اور غلاموں کو آزاد کرانے میں جو تاوان بھرے قرض دار اور خدا کی راہ میں مسافروں کے سلسلے میں یہ خدا کی طرف سے ٹھہرایا گیا حکم ہے۔ اور وہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

مندرجہ بالا آیت میں زکوۃ کے آٹھ مصارف بیان ہوئے ہیں۔

١۔ فقراء: فقراء سے مراد ایسے تنگ دست لوگ جو زندگی کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر ہو۔

۳۔ مساکین: زندگی کی بنیادی ضروریات سے محروم ایسے لوگ جو اپنے عزت نفس کی خاطر کسی سے سوال نہیں کرتے ہوں۔

۳۔ عاملین: زکوۃ کے محکمے میں کام کرنے والے یعنی وہ اس سے تنخواہ لے سکتے ہیں۔

۴۔ تالیف قلب: نومسلموں یا اسلام کی طرف راغب غیر مسلموں کو زکوۃ دینا:

۵۔ رقاب: اس سے زکوۃ کے مال سے غلاموں کا آزاد کرنا ہے۔

٦۔ قرض دار: زکوۃ کا ایک مصرف یہ بھی ہے کہ زکوۃ کے پیسوں سے قرض دار کا قرض ختم کیا جائے۔

۷۔ فی سبیل اللہ: ایسے لوگ جو اللہ کی دین کی خاطر گھروں سے نکلے ہو۔

۸۔ وابن السبیل: اسے مسافر جو دوران سفر محتاج ہو جائیں چاہے مقام پر وہ کتنے امیر کیوں نہ ہو۔

سوال نمبر 4: زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کو قرآن نے کیا وعید سنائی ہے؟

جواب: قرآن نے موقع بہ موقع زکوۃ کی ادائیگی پر بڑا زور دیا ہے۔ اور اس کے ساتھ زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کے لئے جو وعیدات بیان کیے ہیں۔ وہ بھی کم نہیں۔ چند کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

سورۃ التوبہ میں اللہ کا ارشاد ہے۔

بے شک جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور انکو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ سو آپ انکو بڑی دردناک سزا کی خبر سنا دے جو کہ اُس روز واقع ہوگی کہ اسکو (سونا چاندی) دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا۔ اور پھر اس (سونا چاندی) سے ان کی پیشانیوں، کروٹوں، اور پشتوں کو داغا جائے گا۔ اور ان سے کہا جائے گا۔ اور یہ وہ مال ہے جسے تم نے اپنے لئے جمع کر رکھا تھا۔ پس اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ. وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ.

ترجمہ: کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے۔ یعنی یہ وہ شخص ہے۔ جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔

طہارت اور جسمانی صفائی

سوال نمبر 1 قرآن وحدیث کی روشنی میں طہارت پر ایک نوٹ لکھیں۔

جواب: طہارت کا مفہوم: طہارت کے معنی پاکی کے ہیں اور چونکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور دین فطرت ہے اللہ نے اس دین میں تمام انسانوں کو اور خاص طور پر مسلمانوں کو تمام چھوٹی بڑی باتوں سے قرآن وحدیث کے ذریعے آگاہ کر دیا۔ اور نبی کریمؐ کو آخری نبی بنا کر اپنے دین کو عملی طور پر سمجھا دیا۔ اسمیں طہارت بھی ہے اور عبادت بھی۔ کیونکہ انسان کی عبادت اُس وقت قبول ہوتی ہے جب وہ پاک وصاف ہو۔ اسلئے قرآن وحدیث نے اس کی بہت وضاحت فرمائی ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

قرآن اور طہارت:

اللہ تعالیٰ رسول اکرمؐ کو ارشاد فرما رہے ہیں۔ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ۔

(ترجمہ) اپنے کپڑے پاک رکھ اور ناپاکی سے دور رہ۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے۔ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ بے شک اللہ پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

طہارت اور احادیث مبارکہ: رسول اکرمؐ کی احادیث مبارکہ میں بہت زیادہ طہارت کی تاکید ملتی ہے۔

ارشاد مبارک ہے۔ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ۔ (ترجمہ) طہارت اور پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کے ستر شعبے ہیں جن میں ایک شعبہ جز طہارت ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔ تم لوگ غسل کرو، مسواک کرو اور ناخن کاٹ لیا کرو۔ تاکہ تمہارے بدن صاف ہو جائے۔

شب معراج میں حضورؐ نے کچھ لوگوں کو سخت عذاب میں دیکھا۔ آپؐ نے ان کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا۔ کہ یہ لوگ دنیا میں اپنے آپ کو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچاتے تھے۔

سوال نمبر 2 وضو کے کتنے فرائض ہیں؟ وضو کرنے کا طریقہ لکھے؟

جواب: وضو کے فرائض: وضو میں چار فرائض ہیں۔

١۔ چہرے کو اپنے حدود تک دھونا۔ ٢۔ کہنیوں سمیت ہاتھوں کو دھونا۔

٣۔ سر کے چوتھائی حصے کا مسح کرنا۔ ۴۔ ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا۔

وضو کرنے کا مسنون طریقہ:

١۔ اونچی جگہ بیٹھنا۔ (٢) شروع کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنا

٣۔ ہاتھوں کو اچھی طرح دھونا ۴۔ تین بار کلی کرنا۔ ۵۔ مسواک کرنا۔

٦۔ ناک میں پانی ڈالنا۔ ۷۔ چہرے کو پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان سے دوسرے

awazeinqilab.com

کان کی لوتک اچھی طرح دھونا۔ ۸۔ ہر اندام کو تین بار دھونا ۹۔ کہنیوں سمیت ہاتھوں کو دھونا۔

۱۰۔ سر کا مسح کرنا۔ ۱۱۔ گردن کا مسح کرنا۔ ۱۲۔ ٹخنوں سمیت پاؤں کو دھونا۔

۱۳۔ وضو کرتے ہوئے یہ خیال رکھنا کہ پہلے جسم کا دایاں حصہ اور پھر بایاں حصہ دھویا جائے۔

۱۴۔ داڑھی اور انگلیوں کا خلال کرنا۔

سوال نمبر 3 غسل سے کیا مراد ہے؟ غسل کرنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: **غسل کا مفہوم:** غسل کے معنی اردو زبان میں نہانے کے ہیں۔ غسل کے بغیر انسان سے ناپاکی دور نہیں ہوسکتی۔ نجاست کی ضد کو طہارت کہتے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں جس چیز کو شریعت نے پاکی کہا ہے اُس پاکی حاصل کرنے کے طریقے کو اختیار کرنا غسل کہلاتا ہے۔

غسل کا مسنون طریقہ:

۱۔ پہلے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھونا۔ ۲۔ پھر استنجا کرنا۔

۳۔ پھر وضو کرنا۔ ۴۔ جسم کا جو حصہ گندا ہو پہلے اسے دھویا جائے۔

۵۔ تین بار کلی کرنا کہ پانی حلق تک پہنچ جائے۔

۶۔ اور پھر ناک میں تین بار پانی ڈالنا۔ جہاں تک ممکن ہو آگے تک لے جانا چاہیے۔

۸۔ پورے جسم پر تین بار پانی بہانا چاہیے۔

سوال نمبر 4 طہارت کے بارے میں ایک حدیث اور ایک آیت لکھیں۔

جواب: سوال نمبر 1 سے استفادہ کریں۔

﴿صبر و شکر اور ہماری انفرادی و اجتماعی زندگی﴾

سوال نمبر 1 اسلامی تعلیمات میں صبر کی ترغیب کیوں دی گئی ہے؟

جواب: **صبر کا مفہوم:** صبر کے لغوی معنی روکنے اور سہارے کے ہیں۔ یعنی نفس کو گھبراہٹ سے روکنا اور دل کو ثابت قدم رکھنا صبر کہلاتا ہے۔ قرآن کے نزدیک صبر یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں ناگوار حالات اور تکالیف برداشت کرنا صبر ہے۔

اسلامی تعلیمات میں صبر کی ترغیب: اسلامی تعلیمات تو اصل قرآن پاک اور احادیث نبویؐ پر مبنی ہے۔ اور قرآن مجید میں تقریباً 75 بار صبر کا ذکر آیا ہے۔ انسانی زندگی میں صبر کو اہم مقام حاصل ہے۔ کیونکہ انسانی زندگی میں کئی سخت حالات و صدمات آتے ہیں۔ اور ان کو برداشت کرنے سے ایمان بڑھ جاتا ہے۔ صبر کی ترغیب مندرجہ ذیل مراتب کے لئے دی گئی ہے۔

۱۔ **عزم کے حاصل کرنے کے لئے ارشاد:** ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاصْبِرْ عَلٰی مَا اَصَابَکَ اِنَّ ذَالِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْر.

ترجمہ: اور جو مصیبت تم پر آئے اسے برداشت کرو۔ بے شک یہ بڑے عزم کی بات ہے۔

۲۔ **اللہ تعالیٰ کا ساتھ حاصل کرنے کے لئے:** ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْ بِاالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ. اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ.

ترجمہ: اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد لیا کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

۳۔ **صبر کا انجام:** صبر کرنے والوں کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن فرماتا ہے۔

فَاالصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَۃَ لِلْمُتَّقِیْن ٥

ترجمہ: پس صبر کرو۔ تمہارا انجام متقیوں کے ساتھ ہوگا۔

۴۔ **صبر رسولوں کا طریقہ ہے:** قرآن مجید میں رسول پاکؐ کو صبر کی یہ ترغیب دی گئی ہے۔

فَاالصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ.

ترجمہ: پس اے نبیؐ صبر کرو۔ جس طرح پہلے رسولوں نے صبر کیا۔

سوال نمبر 2 قرآن و سنت میں شکر کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: قرآن و حدیث میں شکر کی بہت زیادہ اہمیت بیان ہوئی ہے۔ جو کہ نمبر وار مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ.

ترجمہ: اگر تم شکر کرو گے تو تمہیں اور زیادہ دیا جائے گا۔

۲۔ بَلِ اللّٰہُ فَاعْبُدُوْہُ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْن.

ترجمہ: بلکہ اللہ کی بندگی کرو اور شکر گزاروں میں سے رہو۔

۳۔ وَاشْکُرُوْ نِعْمَۃَ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ٥

ترجمہ: اور اللہ کی نعمتوں کا شکر کرو۔ اگر تم اسکی عبادت کرتے ہو۔

۴۔ وَاشْکُرُوْلِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنَ.

ترجمہ: اور میرا شکرادا کرو۔ اور میری نعمت کی ناشکری نہ کرو۔

شکر کی اہمیت احادیث کی روشنی میں:

ا۔ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص کھانا کھائے اور پھر یہ کہے کہ اللہ کا شکر ہے۔ جس نے مجھے کھانا دیا بغیر میری تدبیر اور قوت کے۔ تو اس سے جو گناہ پہلے ہو چکے ہیں وہ معاف ہو جاتے ہیں۔

۲۔ شکر ایمان کی جڑ ہے۔ دین کی اصل اور اطاعت الٰہی کی بنیاد ہے۔

سوال نمبر 3: شکر کے لغوی معنی کیا ہیں؟ نیز شکر ادا کرنے کے طریقے بتائیے؟

جواب: شکر کے لغوی معنی: شکر کے لغوی معنی ہیں کسی کے احسانات پر اسکی تعریف کرنا۔ اسکا شکریہ ادا کرنا۔ اسکے احسان کو ماننا اور زبان سے اسکا کھل کر اظہار کرنا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا ہمیں پیدا کیا۔ وہ ہمارا خالق و مالک ہے وہ ہمارا رازق و رب ہیں۔ اللہ کے اس انعامات واحسانات کے بدلے میں ہمیں اللہ کا زیادہ شکر ادا کرنا چاہیے۔ یعنی اسکی تعریف کرنی چاہیے اسکے احسان کو ماننا چاہیے اور زبان سے کھل کر انعامات واحسانات کا اظہار کرنا چاہیے۔

شکر ادا کرنے کے طریقے:

شکر ادا کرنے کے تین طریقے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ زبانی شکر: چونکہ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندے پر بے شمار انعامات ہیں اسلئے انسان کو چاہیے کہ زبان سے ایسے کلمات ادا کریں جس میں شکر ہو۔ اور اسکا طریقہ ہمیں رسول اکرمؐ نے بتایا ہے۔ مثال کے طور پر آدمی کھانا کھائے اسکے بعد کی مسنون دعا یا کوئی اچھی خبر ملے اسکے بعد کی مسنون دعا۔

۲۔ قلبی شکر: بندہ ہونے کے ناطے سے دل میں اپنی عاجزی اور اللہ کی عظمت اور اطاعت و بندگی کا احساس رکھنا۔

۳۔ عملی شکر: یہ شکر ادا کرنے کا سب سے زیادہ اہم طریقہ ہے کیونکہ جب ایک آدمی زبان سے کسی کا مشکور ہو۔ اور دل میں اسکی عظمت کا احساس ہو تو یہ ضروری ہوگا کہ اسکا عمل بھی اُس شخص کی مرضی کے مطابق ہوگا۔ اسکی مثال ایسی ہوگی کہ آقا کا ایک غلام اُسکے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا رہے۔ اور آقا کو بتائیے۔ کہ میں آپ کا بہت مشکور ہو۔ اور آپکی عظمت میرے دل میں ہے۔ لیکن اگر آقا اسکے بتائیے کہ جاؤں اور فلاں کام کرو۔ اور غلام انکار کرے تو کیا آقا ایسے غلام کو رکھے گا۔ کبھی نہیں۔

﴿عائلی زندگی﴾

سوال نمبر 1 عائلی زندگی سے کیا مراد ہے؟

جواب: عائلی زندگی:

عائلی زندگی سے مراد خاندانی زندگی ہے۔ یہ وہ زندگی ہے جسمیں ایک مکمل خاندان کا تذکرہ ملتا ہے۔ خاندان کے ہر فرد کے حقوق بیان ہوتے ہیں۔ ہم عموماً سنتے ہیں کہ مرد اور عورت ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ گاڑی کے آگے چلنے کا سب پہیے ہوتے ہیں اور خاندان کے بڑھنے کے لئے ذریعہ ایک مرد اور ایک عورت بنتے ہیں۔

شادی سے قبل ایک جنس مرد جبکہ دوسرا جنس عورت کہلاتا ہے۔ مگر نکاح کے ذریعے انکو شوہر اور بیوی کا رشتہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اسکے بعد وہ ماں باپ بن جاتے ہیں اور یہاں سے خاندان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

هُوَالَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَ اُنْثٰی ترجمہ: اللہ وہ ذات ہے جس نے پیدا کیا تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے۔

جب انسان بالغ ہوتا ہے تو اسکو بیوی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں کہ پیدا کیے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہارے جسم سے بیویاں تاکہ تم سکون پکڑو ان کے پاس۔ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کی۔

گویا شوہر اور بیوی کا رشتہ تو ایک طرف جبلت کی تسکین کا باعث ہے۔ اور دوسری طرف باہمی محبت اور رحمت کا ایک رشتہ ان کے درمیان پیدا کرتا ہے۔ دونوں روحانی تعلق کے بناء پر زندگی کے راستے میں ایک دوسرے کے ہم سفر ہوتے ہیں۔ اور ایک پاک معاہدے (نکاح) کے تحت ایک دوسرے کے غمخوار ہوتے ہیں۔

سوال نمبر 2: زوجین کے ایک دوسرے پر کیا حقوق ہیں؟

جواب: شوہر اور بیوی کو اسلام نے مختلف حقوق دیے ہیں ذیل میں ہم شوہر اور بیوی کے حقوق کا مختصر سا جائزہ لیتے ہیں۔

1۔ شوہر کے حقوق یا بیوی کے فرائض:

ا۔ شوہر کی فضیلت: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضُہُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَبِمَا اَنْفَقُوْ مِنْ اَمْوَالِہِمْ.

ترجمہ: مرد عورتوں کے سرپرست ہیں۔ بوجہ اسکے کہ اللہ نے ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے اور بوجہ اسکے کہ انہوں نے اپنے مال خرچ کیے۔

۲۔ شوہر کی اطاعت: بیوی کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ شوہر کے جائز حکموں کو مانیں اور اسکی نافرمانی نہ کریں۔ اور حضورؐ نے

ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو میں بیوی کو حکم دے دیتا کہ شوہر کو سجدہ کریں۔

۳۔ <u>گھر سے نکلنے کے لئے شوہر کی اجازت:</u> حضورؐ کا ارشاد مبارک ہے کہ بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر نہ کسی کو گھر میں آنے دیگی اور نہ اسکی اجازت کے بغیر کہیں جائے گی۔

۴۔ <u>گھر کی دیکھ بھال:</u> اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارکہ ہے۔

ترجمہ: نیک اور فرمانبردار عورتیں شوہر کی غیر موجودگی میں اسکے گھر کی محافظہ ہوتی ہے۔

۵۔ <u>عزت و آبرو کی حفاظت:</u> بیوی پر یہ لازم ہے کہ وہ شوہر کی عزت کا خیال رکھے گی۔ اور اسکے ساتھ خیانت نہیں کرے گی۔

۶۔ <u>شکرگزاری:</u> حدیث شریف میں عورتوں کو اپنے شوہروں کے ناشکری کرنے سے منع کیا گیا ہیں۔ کہ عورتیں عام طور پر اپنے شوہروں کو کہتی ہے کہ مَا رَأَیْتُ مِنْکَ خَیْرًا قِطُّ۔ (کہ میں نے تم سے کوئی خیر نہیں پائی)

2: <u>بیوی کی حقوق یا شوہر کے فرائض:</u>

بیوی کی حقوق مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ <u>حسن سلوک:</u> قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْف.

ترجمہ: وقت گزارو ان عورتوں کے ساتھ اچھے طریقے سے۔

۲۔ <u>نان ونفقہ:</u> چونکہ اسلام نے مرد کو فضیلت ہی اس بنیاد پر دی ہے کہ وہ خرچہ کرتے ہیں۔ ارشاد نبویؐ ہے۔ انسانی اعمال کے پلڑے میں جو چیز سب سے پہلے رکھی جائے گی۔ وہ اسکا اپنے کنبے پر کیا ہوا خرچ ہے۔

۳۔ <u>حق مہر:</u> عورت کا مرد پر یہ حق ہے کہ مرد اسے مہر ادا کریں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَاٰتُو النِّسَاءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْأً مَّرِيْئًا. (النساء)

ترجمہ: اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دیا کرو۔ ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ تم کو چھوڑ دیں تو اسے ذوق وشوق سے کھالو

۴۔ <u>بیویوں میں مساوات:</u> ارشاد نبویؐ ہے کہ ایسا شخص جس کی ایک سے زائد بیویاں تھیں اور اُس نے ایک کی طرف جھک کر دوسری کی حق تلفی کی تھی۔ تو میدان حشر میں فالج زدہ اٹھایا جائے گا کہ جسم کا آدھا حصہ بے کار ہوگا۔

۵۔ <u>بیویوں کو بری طرح نہ مارنا:</u> حضورؐ کا ارشاد ہے کہ بیویوں کو چہروں پر نہ مارو۔ (یہاں پر چہروں پر مارنے سے مراد بری

طرح مارنا ہے)

سوال نمبر 3: اولاد کے حقوق وفرائض کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: <u>اولاد کے حقوق یا والدین کے فرائض:</u>

۱۔ <u>محبت وشفقت:</u> اولاد کا اولین حق یہ ہے کہ ماں باپ ان کے ساتھ محبت وشفقت کا رویہ رکھیں کیونکہ حدیث مبارکہ ہیں۔

ترجمہ: وہ ہم میں سے نہیں جو چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی ادب نہ کریں۔

۲۔ <u>ضروریات زندگی کا پورا کرنا:</u> حضورؐ کا ارشاد مبارک ہے۔ کہ باپ کی ذمہ داری روٹی اور کپڑا فراہم کرنا ہے جبکہ ماں کی ذمہ بچوں ک پرورش کرنا ہے۔

۳۔ <u>بہترین نام رکھنا:</u> احادیث مبارکہ سے یہ بات ظاہر ہے کہ بچے کا والدین پر یہ حق ہے۔ کہ وہ اُن کا اچھا نام رکھیں۔ حضورؐ کا ارشاد ہے اور میرے نام پر بچوں کے نام رکھو۔

۴۔ <u>دینی تربیت دینا:</u> حضورؐ کا ارشاد مبارک ہے کہ جب بچہ باتیں شروع کردیں۔ تو اسے اچھے اخلاق سکھاؤ۔ اور جب سات سال کا ہوجائے تو نماز سکھاؤ۔ جبکہ دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھے تو اسکو مارو۔

۵۔ <u>اولاد میں عدل وانصاف:</u> تمام بچوں کے ساتھ مساویانہ سلوک روا رکھنا چاہیے۔ کیونکہ اگر کسی بچے کے ساتھ امتیازی سلوک برتا جائے۔ تو وہ احساس کمتری کا شکار ہوجاتا ہے۔ اسلئے رسول اکرمؐ نے اس سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

2: <u>اولاد کے فرائض یا والدین کے حقوق:</u>

حقوق العباد میں سب سے زیادہ حق والدین کا ہے۔ کیونکہ وہ انسان کو جنم دے کر اسکی پرورش کرتی ہیں۔ والدین کے قرآن واحادیث میں بہت زیادہ حقوق ذکر ہیں۔ جنکا مختصر تذکرہ درجہ ذیل ہیں۔

۱۔ <u>حسن سلوک:</u> ارشاد ربانی ہے۔ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا

ترجمہ: حکم کیا ہے تمہارے رب نے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

۲۔ <u>شکرگزاری:</u> ہمیں ہر وقت والدین کا شکرگزار رہنا چاہیے۔ اللہ کا فرمان ہے۔ اِشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ

ترجمہ: میرا شکریہ ادا کرو اور ماں باپ کا شکریہ ادا کرو۔

awazeinqlab.com

۳۔ **احترام:** ارشاد ربانی ہے۔

اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا.

ترجمہ: اگر تمہارے پاس والدین میں سے ایک بھی بوڑھا ہو جائے یا پھر دونوں بوڑھے ہو جائے تو ان سے اُف تک نہ کرنا اور نہ ہی انکو جھڑکنا اور ان سے اچھی باتیں کرنا۔

۴۔ **عاجزی اور انکساری سے پیش آنا:** حضورؐ نے ایک نوجوان اور ایک بوڑھے کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ بوڑھا کون ہے۔ نوجوان نے کہا کہ یہ میرا والد ہے اور میں اسکا بیٹا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ نہ ان سے آگے جاؤ اور نہ ہی اسکا نام لو۔

۵۔ **ماں باپ پر خرچ کرنا:** ارشاد ربانی ہے کہ

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ. قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ٥

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں۔ تم ان سے کہو کہ اگر خرچ کرنا چاہتے ہو تو والدین اور رشتہ داروں پر خرچ کرو۔

ہجرت اور جہاد

سوال نمبر 1 ہجرت سے کیا مراد ہے؟ تفصیلی نوٹ لکھیں۔

جواب: **ہجرت سے مراد:** لغت میں ہجرت سے مراد ترک کرنا۔ چھوڑنا، ایک جگہ سے دوسرے جگہ منتقل ہونا ہے۔

شرعی اصطلاح میں ہجرت سے مراد: جبکہ شرعی اصطلاح میں مسلمانوں کا ایسی جگہ سے ہجرت کرنا جسمیں انکو مذہبی آزادی نہ ہو۔ یا اُن کو کفار کی طرف سے تکالیف کا سامنا ہو یا وہ محکوم و مظلوم ہو۔ تو ایسی حالت میں ہجرت کرنا ضروری ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اگر اُس کو مذہبی آزادی حاصل نہ ہو تو وہ ہجرت کرے گا۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اُس کے لئے سخت وعید ہے۔

ہجرت نہ کرنے والوں کے لئے وعید:

جو شخص ہجرت سے اعراض کرے وہ مومنوں کا دوست نہیں ہو سکتا ان کے ساتھ مسلمانوں کے معاملات درست نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت نہ کی تمہاری اُن سے کوئی دوستی نہیں اس وقت تک جب تک وہ ہجرت کریں۔ لیکن اگر وہ تم سے دین کے معاملے میں مدد طلب کرلیں تو تم پر انکی مدد کرنا لازم ہے۔ بشرطیکہ یہ مدد ان کے خلاف نہ ہو۔ جن سے تمہارا

معاہدہ ہو۔

کسی مجبوری کی وجہ سے ہجرت نہ کرنے والوں کے لئے چوٹ:

اگر مسلمان کسی مجبوری کے بنا پر ہجرت نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے۔ سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد

ہے۔

ترجمہ: البتہ جو مرد اور عورتیں اور بچے بے بس ہیں کہ نہ تو کوئی تدبیر کر سکتے ہیں۔ اور نہ راستہ جانتے ہیں۔ امید ہے کہ اللہ ان کو معاف فرمادے۔ اور اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا اور بخشنے والا ہے۔ اور جو شخص اللہ کی راہ میں ہجرت کے لئے نکلے گا۔ تو وہ زمین میں بہت سی جگہ اور کشائش پائے گا۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی طرف ہجرت کر کے اپنے گھر سے نکلے پھر اسکو موت آ پکڑے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہو چکا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

سوال نمبر 2 جہاد سے کیا مراد ہے؟

جواب: **جہاد کا مفہوم:** جہاد لفظ جہد سے ہے جسکے لغوی معنی کوشش کرنے کے ہیں۔ اور شرعی اصطلاح میں ہر اُس کوشش اور تگ و دو کو جہاد کہا جاتا ہے جو دین کی اشاعت، حمایت اور بلندی کے لئے کی جائے۔

دوسرے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو خواہ اسکا تعلق جسم و جان سے ہو یا مال و دولت سے یا علم و حکمت سے ان سب کو اللہ تعالیٰ کی دین کی اشاعت اور سربلندی کے لئے خرچ کرنے کا نام جہاد ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں پوری طرح جہاد کرو۔

جہاد وہ ذریعہ ہے جس کی وجہ سے قوم زندہ ہوتی ہے۔ اور اسے بقا اور سالمیت نصیب ہوتی ہے حق غالب آتا ہے اور شیطانی قوتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ ظلم و ستم ختم ہو جاتا ہے۔ حکومت الٰہی قائم ہو جاتی ہے۔ امن و انصاف قائم ہوتا ہے۔ فتنہ و فساد کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اور پائیدار امن وجود میں آتا ہے۔ جہاد کی اہمیت کے سلسلے میں قرآن مجید نے یہ بات بتائی ہے کہ شر پسند انسانوں سے یہ دنیا پاک ہو جاتی ہے جس سے دنیا میں امن و امان کی فضا قائم ہوئی ہے۔

ارشاد ہے۔ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ :

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے دفع نہ کرتا تو زمین پر فساد ہوتا۔

یعنی اگر اللہ تعالیٰ مومنوں کو جہاد کے ذریعے کافروں پر غالب نہ کرتا تو زمین میں فتنہ و فساد رہتا۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ شر کو ختم کرنے کے لئے جہاد بہت ضروری ہے۔

awazeinqilab.com

سوال نمبر 3 جہاد کے مختلف اقسام بیان کریں۔

جواب: جہاد چونکہ ایک وسیع مفہوم کا حاصل ہے۔ اسلئے اسکے مختلف اقسام ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ **جہاد بالمال:** اس سے مراد مالی جہاد ہے کہ ایک مسلمان ترقی اسلام، اشاعت دین اور محتاج انسانوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اپنا مال خرچ کریں۔ ارشاد ربانی ہے۔ وَاَنْفِقُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ وَلَا تُلْقُوْ بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ۔

ترجمہ: اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپکو اور ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

۲۔ **جہاد باالسیف:** اللہ کی راہ میں مشرکین اور کفار کے ساتھ لڑنے کا نام جہاد بالسیف ہے۔ جسے قتال کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔

۳۔ **جہاد بالنفس:** اس سے مراد یہ ہے کہ اپنی جسم اور جان کو اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں لگانا اور اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کا مقابلہ کرنا۔ اپنے نفس کے ساتھ جہاد کو حضورؐ نے جہاد اکبر فرمایا ہے۔

۴۔ **جہاد باللسان:** اس سے مراد یہ ہے کہ زبان کے ذریعے اللہ کی دین کی اشاعت کرنا۔ لوگوں کو نیکیوں کی طرف بلانا اور گناہوں سے منع کرنا۔ اس کے علاوہ لوگوں کو جہاد کیلئے تیار کرنا اور اس کے لئے تقریریں وغیرہ کرنا۔

۵۔ **جہاد مع الشیطان:** جہاد مع الشیطان سے مراد یہ ہے کہ شیطانی اعمال کا مقابلہ کرنا اور اسکے وسوسوں سے دور رہنا اور اسکا مقابلہ کرنا۔

۶۔ **جہاد باالقلم:** جہاد بالقلم سے مراد تحریر کے ذریعے لوگوں میں صحیح شعور کو اجاگر کرنا اور اس کے ساتھ مجاہدین کی حمایت میں لکھنا۔

------ تمت بالخیر ------

تالیف: سردار بھادر (ایم اے، بی ایڈ)

مدرس: قائداعظم پبلک سکول زیدہ (صوابی)

نوٹس اسلامیات لازمی

☆برائے جماعت: ہشتم و نہم☆

تالیف: سردار بھادر (ایم اے، بی ایڈ)

تالیف: سردار بھادر (ایم اے، بی ایڈ)

مدرس: قائداعظم پبلک سکول زیدہ (صوابی)

الفاظ/معنی

ملنے کا پتہ: سعادت بکڈپو مین بازار مرغز

موبائل: 03009085509 موبائل: 03459687882

الفاظ / معنی

سورۃ الانفال

الدرس اول (الف) پہلا رکوع (آیت ۱ تا ۱۰)

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
یَسْئَلُوْنَکَ	وہ آپ سے پوچھتے ہیں	عَنْ	سے (کے بارے میں)
اَلْاَنْفَال	مال غنیمت	فَاتَّقُوا اللّٰہ	پس تم اللہ سے ڈرو
اَصْلِحُوْا	درست رکھو/صلح رکھو	ذَاتَ بَیْنِکُمْ	اپنے آپس کے تعلقات
اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ	اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو	اِنْ کُنْتُمْ	اگر تم ہو
مُؤْمِنِیْنَ	مومن کی جمع / ایمان والے	اَلَّذِیْنَ	وہ لوگ
ذُکِرَ اللّٰہ	اللہ کا ذکر کیا جائے	وَجِلَتْ	ڈر جاتے ہیں
قُلُوْبُهُمْ	ان کے دل	تُلِیَتْ	پڑھی جاتی ہے
زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا	ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے	یَتَوَکَّلُوْن	وہ بھروسہ کرتے ہیں
یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ	وہ نماز قائم کرتے ہیں	رَزَقْنٰهُمْ	ہم نے انہیں رزق دیا
یُنْفِقُوْن	وہ خرچ کرتے ہیں	دَرَجٰت	درجے
عِنْدَ رَبِّهِمْ	ان کے رب کے پاس	مَغْفِرَۃ	بخشش
رِزْقٌ کَرِیْم	عزت کی روزی	کَمَا	جیسا کہ
اَخْرَجَکَ	آپ کو نکالا	رَبُّکَ	آپکا رب
مِنْ بَیْتِکَ	آپ کے گھر سے	فَرِیْقًا	گروہ (جماعت)
لَکٰرِهُوْنَ	یقیناً وہ ناخوش تھے	یُجَادِلُوْنَکَ	وہ آپ سے جھگڑتے تھے
مَاتَبَیَّنَ	جبکہ ظاہر ہو چکا	کَاَنَّمَا	گویا کہ
یُسَاقُوْنَ	وہ ہانکے جاتے ہیں	یَنْظُرُوْنَ	وہ دیکھ رہے ہیں
اِحْدَی	ایک (مونث)	الطَّائِفَتَیْن	دو گروہ، دو جماعتیں

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
تَوَدُّوْنَ	تم چاہتے تھے	غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَةِ	بغیر کانٹے والے، بغیر اسلحے اور قوت والے
یَقْطَعَ	وہ کاٹ دیگا	دَابِرَ	جڑ
اَلْکٰفِرِیْنَ	کافر کی جمع ہے	اِذْ	جب
تَسْتَغِیْثُوْنَ	تم فریاد کرتے تھے	فَاسْتَجَابَ لَکُم	تو اس نے قبول کرلی تمہاری لئے
مُمِدُّکُمْ	میں تمہاری مدد کروں گا	بِاَلْفٍ	ایک ہزار کے ساتھ
اَلْمَلٰئِکَةِ	فرشتے	مُرْدِفِیْن	لگا تار، ایک دوسرے کے پیچھے آنے والی
بُشْرٰی	خوشخبری	مَاجَعَلَ اللّٰہ	نہیں بنایا اللہ نے اس کو

سورۃ الانفال الدرس اول (ب) دوسرا رکوع ۱۱ تا ۱۹

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
اَمَنَةً	امن والی،	یُغَشِّیْکُمُ النُّعَاسَ	جب تمہیں ڈھاپ لیا (اونگھ طاری کردی)
رِجْزَ الشَّیْطٰنِ	شیطان کی نجاست	لِیَرْبِطَ	تا کہ مضبوط کردے
سَاُلْقِیْ	عنقریب میں ڈال دونگا	یُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَام	تمہارے قدموں کو جمادے اس سے
اَلرُّعْبَ	رعب، دبدبہ	فَاضْرِبُوْ	سو تم مارو
فَوْقَ الْاَعْنَاقِ	گردنوں کے اوپر	مِنْهُمْ	ان سے
کُلَّ بَنَان	ہر پور (یعنی ہر بند پر)	شَاقُّوا اللّٰہ	جنہوں نے اللہ کی مخالفت کی
فَذُوْقُوْهُ	پس اس کو چکھو	اِذَا لَقِیْتُمْ	جب تم آمنے سامنے ہو، جب تمہارا مقابلہ ہو
زَحْفًا	میدان جنگ میں (لشکر جرار سے)	تَوَلَّوْ	وہ پھرے
اَلْاَدْبَارَ	پیٹھیں	مُتَحَرِّفًا لِّلْقِتَالِ	ایسے حال میں جنگی چال چلنے والا ہو
بِئْسَ الْمَصِیْر	بری لوٹنے کی جگہ	اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَةٍ	یا اپنی جماعت سے جاملنے والا ہو
فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ	پس تم نے قتل نہیں کیا انہیں	رَمَیْتَ	تونے پھینکا
لِیُبْلِیَ	تا کہ وہ ازمائے	بَلَاءً حَسَنًا	اچھی آزمائش
مُوْهِنُ	کمزور کرنے والا	کَیْدُ الْکٰفِرِیْنَ	مکر کافروں کا
اِنْ تَسْتَفْتِحُوْ	اگر تم فیصلہ چاہتے ہو/اگر تم فتح چاہتے تھے	اِنْ تَنْتَهُوْ	اگر تم باز آجاؤ

awazeinqilab.com

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
اِنْ تَعُوْدُوْ	اگر پھرو گے (شرارت کی طرف)	وَلَنْ تُغْنِیَ	ہرگز فائدہ نہ دیگا
اِذْ یُوْحِیْ	جب وحی کی	شَدِیْد	سخت
العِقَابَ	عذاب	یُوَلِّهِمْ	ان کی طرف پھیرتا ہے
یَوْمَئِذٍ ا	اس دن	وَمَاْوٰهُ	اس کا ٹھکانہ
وَلَوْ کَثُرَتْ	اگرچہ زیادہ ہو		

سورۃ الانفال الدرس اول (ج) تیسرا رکوع (آیات ۲۰ تا ۲۸)

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
فِئَتُکُمْ	تمہاری جماعت	نَعُدْ	ہم بھی پھر کریں گے (سزا کی طرف)
وَلَا تَوَلَّوْ	اور تم روگردانی نہ کرو	تَسْمَعُوْنَ	تم سنتے ہو
شَرَّ الدَّوَآب	بدترین قسم کے جانور	اَلصُّم	بہرے
لَوْ عَلِمَ	اگر جانتا	مُعْرِضُوْنَ	منہ پھیرنے والے
دَعَاکُمْ	تمہیں بلایا	بُکْمٌ	گونگے
مِنْکُمْ خَاصَّۃ	تم میں سے خاص طور پر	مُسْتَضْعَفُوْنَ	کمزور اور بے بس سمجھے جاتے تھے
اَنْ یَّتَخَطَّفَکُمُ النَّاسَ	تمہیں اُچک کر نہ لے جائیں لوگ	فَاٰوٰکُمْ	پس اللہ نے تمہیں پناہ دی
وَاَیَّدَکُمْ بِنَصْرِهٖ	اپنی مدد سے تمہیں طاقت بخشی	کالذین	ان لوگوں جیسا
لَا تَکُوْنُوْا	تم نہ ہونا	سَمِعْنَا	ہم نے سنا
اِسْتَجِیْبُوْا	قبول کرو	خَیْرَ	نیکی
لِمَا یُحْیِیْکُمْ	جس میں تمہاری لئے زندگی ہے	اَلْمَرْءُ	آدمی
قَلْبُهٗ	اس کا دل	تُحْشَرُوْنَ	تم جمع کیے جاؤ گے
تَخَافُوْنَ	تم ڈرتے تھے	فِتْنَۃ	آزمائش
لَا تَخُوْنُوْ	تم خیانت مت کرو		

سورۃ الانفال الدرس الثانی (الف) رکوع نمبر 4 (آیت ۲۹ تا ۳۷)

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
اِنْ تَتَّقُوا اللہ	اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے	فُرْقَانًا	حق و باطل میں فرق کرنے والا
یُکَفِّرْ عَنْکُمْ	تم سے دور کردے گا	سَیِّاٰتِکُمْ	تمہاری برائیاں
وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ	اور جب وہ آپؐ کے بارے میں خفیہ تدبیر کر رہے تھے	لِیُثْبِتُوْکَ	تاکہ تمہیں قید کرلیں
اَوْ یُخْرِجُوْکَ	یا وہ تمہیں نکال دے	اَوْ یَقْتُلُوْکَ	یا وہ تمہیں قتل کردیں
فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا	تو ہم پر برسا دیں	اِلَّا اَسَاطِیْرُ الاولین	مگر پہلے لوگوں کی کہانیاں
اَوِ ئْتِنَا	یا ہم پر لے آئیں	حِجَارَۃً	پتھر
تَصْدِیَه	تالیاں	مُکَآءً	سیٹیاں
یُغْلَبُوْنَ	وہ مغلوب ہونگے	حَسْرَۃً	افسوس، حسرت
فَیَرْکُمَهٗ	پس وہ ان کا ڈھیر کردے گا۔	یَجْعَلُ لَکُمْ	وہ تمہارے لئے بنادے گا
اٰیٰتُنَا	ہماری آیتیں/ ہماری نشانیاں	لقلنا	ضرور ہم کہہ لیں گے
یَصُدُّوْنَ	وہ روکتے ہیں	صَلٰوتُهُمْ	ان کی نماز
لِیَمِیْزَ اللہُ	تاکہ جدا کرے اللہ	اَلْخَبِیْثُ	ناپاک
اَلطَّیِّبِ	پاک	اِذَا تُتْلٰی	جب پڑھی جاتی ہے
لَوْ نَشَاءُ	اگر ہم چاہیں	لِیُعَذِّ بَهُمْ	تاکہ انہیں عذاب دیں
اَوْلِیَاءَ	دوست	یُنْفِقُوْنَ	وہ خرچ کرتے ہیں
یَغْفِرْ لَهُمْ	انہیں معاف کیا جائے گا۔	یَعُوْدُوْ	اگر دوبارہ کرنے لگے
سُنَّتَ	طریقہ	اَلْقُرْبٰی	رشتہ دار
یَوْمَ الْفُرْقَانَ	فیصلے کا دن	یُحْیٰی	زندہ رہے
بَصِیْرًا	دیکھنے والا	مَوْلٰکُمْ	تمہارا حمایتی
اِبْنِ السَّبِیْلِ	مسافر	لِیُهْلِکَ	تاکہ مرے

awazeinqilab.com

اَلصُّدُوْر	سینے		

سورۃ الانفال الدرس الثانی (ب) رکوع نمبر 5 (آیت ۳۸ تا ۴۴)

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
اِنْ يَّنْتَهُوْ	اگر وہ باز آجائے	مَضَتْ	گزر چکی ہے
غَنِمْتُمْ	تم غنیمت میں حاصل کرو	بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا	نزدیک والے کنارے پر
بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰی	دوروالے کنارے پر	اَلرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ	قافلہ تم سے نیچے کی طرف تھا
يُرِيْكَهُمُ الله	تمہیں دکھایا انہیں اللہ نے	فِيْ مَنَامِكَ	تمہارے خواب میں
لَفَشِلْتُمْ	تم لوگ ہمت ہارتے	لَتَنَازَعْتُمْ	تو تم آپس میں جھگڑنے لگتے

سورۃ الانفال الدرس الثانی (ج) رکوع نمبر 6 (آیت ۴۵ تا ۴۸)

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
فَاثْبُتُوْا	تو ثابت قدم رہو	رِيْحُكُمْ	تمہارا دبدبہ، جاہ وجلال
بَطَرًا	اتراتے ہوئے	رِئَاءَ النَّاسِ	لوگوں کو دکھانے کے لئے
يَصُدُّوْنَ	وہ روکتے ہیں	مُحِيْطٌ	اپنے علم وقدرت سے) گھیرے
تَرَاءَتِ الْفِئَتٰنِ	دونوں فوجوں نے ایک دوسرے کو دیکھا	نَكَصَ	وہ الٹا پھرا
لَقِيْتُمْ	تمہارا آمنا سامنا ہو۔	وَاذْكُرُوا الله	اور اللہ کو یاد کرو۔
كَثِيْرًا	زیادہ	لَا تَنَازَعُوْا	تم آپس میں جھگڑا نہ کرو۔
كَالَّذِيْنَ	ان لوگوں جیسے	اِذْ زَيَّنَ	اور جب خوبصورت کر دیا
خَرَجُوْا	وہ نکلے	لَا غَالِبَ	غالب نہیں آئے گا
جَارٌ	مددگار/ رفیق	عَلٰى عَقِبَيْهِ	اپنے ایڑیوں پر
بَرِيْءٌ	بیزار/ لاتعلق	شَدِيْدٌ	سخت
فَتَفْشَلُوْا	پس تم بزدل ہو جاؤ گے	اَرٰی	دیکھتا ہوں۔

سورۃ الانفال الدرس الثانی (د) رکوع نمبر 7 (آیت ۴۹ تا ۵۸)

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
غَرَّ هٰؤُلَاءِ	کہ مغرور کر دیا ہے ان کو	اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	جب کافروں کی جانیں نکالتے ہیں
وُجُوْهَهُمْ	ان کے چہرے	اَدْبَارَهُمْ	ان کی پیٹھیں
مُغَيِّرًا	بدلنے والا	اَنْعَمَهَا	اس پر انعام کی، اس کو عطا کی
اَغْرَقْنَا	ہم نے غرق کیا	عٰهَدْتَّ	تم نے عہد لیا
تَثْقَفَنَّهُمْ	تم انہیں پاؤ	فَانْبِذْ	پس پھینک دو
لَا يُحِبُّ	پسند نہیں کرتا	اَلْخَائِنِيْنَ	خیانت کرنے والے
يَقُوْلُوْ	وہ کہتے ہیں	يَضْرِبُوْنَ	وہ مارتے ہیں
لِلْعَبِيْد	اپنے بندوں پر	بِذُنُوْبِهِمْ	ان کے گناہوں کے سبب
فَاَهْلَكْنٰهُمْ	پس ہم نے ان کو ہلاک کیا	خِيَانَةً	خیانت/ دغابازی
يَتَوَكَّلُوْنَ	وہ بھروسا کرتے ہیں	كَدَاْبِ	جیسا کہ طریقہ تھا
مُغَيِّرًا	بدلنے والا	فَشَرِّدْ بِهِمْ	پس بھگا ان کے ذریعے سے
قُلُوْبِهِمْ	ان کے دل	يَتَوَفّٰى	جان نکالتے ہیں
ذُوْقُوْا	چکھو	اَلْحَرِيْقِ	بھڑکتا ہوا
قَبْلِهِمْ	ان سے پہلے	فَاَخَذَهُمْ	پس انہیں پکڑا
يَنْقُضُوْنَ	وہ توڑتے ہیں	كُلَّ مَرَّةٍ	ہر دفعہ
فِي الْحَرْبِ	جنگ میں	خَلْفَهُمْ	ان کے پیچھے

سورۃ الانفال الدرس الثالث (الف) رکوع نمبر 8 (آیت ۵۹ تا ۶۴)

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
وَلَا يَحْسَبَنَّ	اور گمان نہ کریں	سَبَقُوْا	وہ سبقت لے گئے
اَعِدُّوْا	تیار کرو	قُوَّةٍ	زور سے
اِسْتَطَعْتُمْ	تم طاقت رکھتے ہو	رِبَاطِ الْخَيْلِ	پلے ہوئے گھوڑے
تُرْهِبُوْنَ بِهٖ	تم اس سے ڈراؤ	عَدُوَّ الله	اللہ کے دشمن

یُوَفَّ اِلَیْکُمْ	تم کو پورا دیا جائے گا	جَنَحُوْ	امادہ ہوگئے
لَوْ اَنْفَقْتَ	اگر تم خرچ کردیتے	اَلسَّلْمَ	صلح
لَا یُعْجِزُوْنَ	وہ عاجز نہ کرسکیں گے	دُوْنِہِمْ	ان کے سوا
بِنَصْرِہٖ	اپنی مدد سے	اَلَّفَ	محبت
اٰخَرِیْنَ	دوسرے	لَا تَعْلَمُوْنَ ھُمْ	تم انہیں نہیں جانتے
وَاِنْ یُّرِیْدُوْ	اگر وہ ارادہ رکھیں	حَسْبُکَ	تمہارے لئے کافی ہے
یَخْدَعُوْکَ	تمہیں دھوکا دیں	اَیَّدَکَ	تمہیں قوت دی

سورۃ الانفال الدرس الثالث (ب) رکوع نمبر 9 (آیت ٦٥ تا ٦٩)

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ	مومنوں کو ترغیب دو	یَغْلِبُوْا	وہ غالب آئیں گے
اَلْئٰنَ	اب	خَفَّفَ	تخفیف کی
یُثْخِنَ	کچل دے گا	سَبَقَ لَمَسَّکُمْ	پہلے ہوتا ضرور آلیتا تمہیں
اَخَذْتُمْ	تم نے لیا	عشرون	بیس (٢٠)
صَابِرُوْنَ	صبر کرنے والے	اَلْفاً	ہزار (١٠٠٠)
طَیِّباً	پاک	مِائَۃَ	سو (١٠٠)
مِائَتَیْنِ	دو سو (٢٠٠)	یَفْقَھُوْنَ	وہ سمجھ نہیں رکھتے
فَکُلُوْ	پس کھاؤ	اَخَذْتُمْ	تم نے لیا

سورۃ الانفال الدرس الثالث (ج) رکوع نمبر 10 (آیت ٧٠ تا ٧٥)

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
اَلْاَسْرٰی	قیدی	خِیَانَتَکَ	تمہاری خیانت (دغا)
اٰوَوْا نَصَرُوْا	جگہ اور امداد کی	وَلَایَتِھِمْ	ان کی رفاقت
اِنِ اسْتَنْصَرُوْکُمْ	اور اگر تم سے مدد مانگیں	مِیْثَاق	عہد (صلح کا وعدہ)
اولوالْاَرْحَامِ	خون کے رشتہ دار/قرابت دار	ان یعلموا	اگر معلوم کریگا۔

خَیْرًا	بھلائی	بِاَمْوَالِھِمْ	ان کے مالوں سے
یُؤْتِکُمْ	تمہیں دے گا	ھَاجَرُوْا	انہوں نے ہجرت کی
سَبِیْلَ	راستہ	فَاَمْکَنَ	پس قبضے میں دیا

سورۃ الاحزاب

الدرس رابع (الف) رکوع نمبر 1

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
قَلْبَیْنَ	تثنیہ قلب، دودل،	وَاتَّبِعْ	اور پیروی کرو
تُظٰھِرُوْنَ	تم ظہار کرتے ہو	اَدْعِیَآئَکُمْ	تمہارے منہ بولے بیٹے
فَاِخْوَانُکُمْ	پس تمہارے بھائی	اَخْطَاْتُمْ	تم نے غلطی کی
تَعَمَّدَتْ	اس (مونث) نے ارادہ کیا	اَوْلِیٰٓئِکُمْ	تمہارے دوست
مَسْطُوْرً	لکھا ہوا	غَلِیْظًا	پختہ
اِتَّقِ اللہ	اللہ سے ڈرو	کَفٰی	کافی ہے
جَوْفِہٖ	اس کے سینے میں	مَوَالِیْکُمْ	تمہارے رفیق
مَعْرُوْفاً	نیکی/حسن سلوک	اَعَدَّ	تیار کیا ہے
خَبِیْرًا	خبردار	وَکِیْلًا	کارساز
اَقْسَطُ	زیادہ انصاف	اَخْطَأْتُمْ	تم بھول چوک کرکرلو
لِیَسْئَلَ	تاکہ سوال کریں		

سورۃ الاحزاب الدرس رابع (ب) رکوع نمبر 2

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
جُنُوْدًا	لشکر	رِیْحًا	ہوا (اندھی)
اَلظُّنُوْنَا	گمان کرنے لگ گئے	ھُنَالِکَ	اسی طرح
اَبْتُلِیَ	ازمائے گئے	یٰاَھْلَ یَثْرِبَ	اے اہل مدینہ والے

awazeinqilab.com

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
عَوْرَة	غیر محفوظ	اَقْطَارِهَا	اطراف
اَلْفِرَار	بھاگنا	اَلْمَوْت	مرنا
يَعْصِمُكُمْ	وہ جو تمہیں بچائے	اَلْمُعَوِّقِيْنَ	رکاوٹیں ڈالنے والے، منع کرنے والے
اَلْقَائِلِيْنَ	کہنے والے کہتے ہیں	اَلشُّحَّة	حریص
تَدُوْرُ	گھومتی ہے	سَلَقُوْكُمْ	زبان درازی کریں گے
مَا تَلَبَّثُوْا	نہ دیر لگائیں گے، نہ وہ ٹھہرتے ہیں	نعمت الله	اللہ کی نعمت
لَمْ يَرَوْهَا	تم نے انہیں نہ دیکھا	فَوْقِكُمْ	تمہارے اوپر
غُرُوْرًا	دھوکہ	فَرِيْق	گروہ/ جماعت
لَاٰتَوْهَا	وہ ضرور اس لئے آئیں گے	سُوْءً	برائی
هَلُمَّ اِلَيْنَا	ہماری طرف آؤ	سَلَقُوْكُمْ	تمہیں طعنے دینے لگے
اَسْفَلَ	نیچے	اِذْ جَائَتْكُمْ	جب تم پر آئے
تَظُنُّوْنَ	تم گمان کرتے تھے	يَسْتَأْذِنُ	وہ اجازت مانگتا تھا
بُيُوْتَنَا	ہمارے گھر	عُوْرًا	غیر محفوظ
يَسِيْرًا	آسان	رَأَيْتَهُمْ	تم انہیں دیکھو گے
اَنْبَائِكُمْ	تمہاری خبریں		

سورۃ الاحزاب الدرس رابع (ج) رکوع نمبر 3

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
يَرْجُوْا	امید رکھتا ہے	قَضٰى	پوری کردی
نَحْبَه	نذر	لِيَجْزِىَ الله	اسلئے اللہ جزا دے گا
بِغَيْظِهِمْ	ساتھ غصہ ان کی	صَيَاصِيْهِمْ	قلعوں سے
قَذَفَ	ڈالا پھینکا	اَحْزَابَ	حزب کی جمع (بہت سے گروہ)
لِيَجْزِىَ	تا کہ بدلہ دے	رَدَّ	واپس کرنا
لَمْ يَنَالُوْ	انہوں نے نہ پائی	اُسْوَة	نمونہ

عَاهَدُوْ	انہوں نے عہد کیا	دِيَارِهِمْ	ان کے گھر

سورۃ الاحزاب الدرس الخامس (الف) رکوع نمبر 4

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ	اگر تم چاہتی ہیں	فَتَعَالَيْنَ	پس سب آؤ
اُمَتِّعْكُنَّ	سروسامان دوں تم کو/ فائدہ دوں تم کو	اُسَرِّحْكُنَّ	رخصت کردوں تم کو
بِفَاحِشَة	فحش حرکت کے ساتھ	مُبَيِّنَه	صریح
اِنِ اتَّقَيْتُنَّ	اگر تم متقی رہو	لَايَخْضَعْنَ	زبان سے نہ کرو
فَيَطْمَعُ	پس لالچ میں پڑ جائے گا	وَلَاتَبَرَّجْنَ	سج دھج نہ کرو، نمائش نہ کرو
وَاذْكُرْنَ	اور یاد رکھو	ازواجِک	آپ کی بیویاں
يُضَاعَفُ	دوگنا دیا جائے گا۔	لَسْتُنَّ	تم (بیویاں) نہیں ہو
اَطِعْنَ الله	تم (بیویاں) اللہ کی اطاعت کرو	لطيفاً	باریک بین
اَلدَّارُ الْاٰخِرَة	آخرت کا گھر	ضِعْفَيْنِ	دوچند
وَقَرْنَ	اور قرار پکڑو	رِجْس	ناپاک

سورۃ الاحزاب الدرس الخامس (ب) رکوع نمبر 5

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
اَلْقٰنِتِيْنَ	فرمانبردار	اَلْخٰشِعِيْنَ	عاجزی کرنے والے
اَلصَّائِمِيْنَ	روزہ دار	اَلْخِيَرَة	اختیار
مُبْدِيْهِ	ظاہر کرنے والا	وَطَرًا	حاجت
لِكَيْ	تا کہ	مَقْدُوْر	طے شدہ
يُبَلِّغُوْنَ	پہنچاتے ہیں	المسلمين	مسلمان مرد
فُرُوْجَهُمْ	ان کی شرم گاہیں	مَنْ يَّعْصِ الله	جس نے اللہ کی نافرمانی کی
ضَلَّ	گمراہی	اَمْسِكْ	روکے رکھ
حَسِيْبًا	حساب کرنے والا	صَابِرِيْنَ	صبر کرنے والے مرد

عَظِیْمًا	بڑا	اَمْرِهِمْ	ان کے کام
حَرَجٌ	کوئی تنگی	قدرًا مقدورًا	مقرر کیا ہوا اندازے سے
وَ یَخْشَوْنَهٗ	اور وہ اس سے ڈرتے ہیں	خَاتَمَ	مہر/ختم کرنے والا/ انگوٹھی

سورۃ الاحزاب الدرس الخامس (ج) رکوع نمبر 6

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا	صبح وشام	تَحِيَّتُهُمْ	استقبال ان کا (انکا تحفہ)
دَاعِيًا	دعوت دینے والا	مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا	خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا
نَكَحْتُمُ	تم نکاح کرو	تَعْتَدُّوْنَهَا	تم شمار کرواسکو
اَفَآءَ اللّٰهُ	اللہ نے تمہیں عطا کی	بَنٰتِ عَمِّكَ	بیٹیاں تمہارے چچا کی
بَنٰتِ خٰلٰتِكَ	بیٹیاں تمہاری خالہ	وَهَبَتْ	ہبہ کریں (بخش دیں)
تُؤْوِیْ	ٹھکانا دو	اِبْتَغَيْتَ	تم طلب کرلو
عَزَلْتَ	تم نے الگ کیا	يَرْضَيْنَ	راضی رہیں
لِيُخْرِجَكُمْ	تاکہ وہ تمہیں نکالیں	النُّوْرِ	روشنی
بِاِذْنِهٖ	اس کے حکم سے	وَدَعْ	اور خیال نہ کریں
اَحْلَلْنَا	ہم نے حلال کیے ہیں	رَقِيْبًا	نگہبان
الظُّلُمٰتِ	اندھیرا	يَلْقَوْنَهٗ	وہ ملیں گے اس کو
سِرَاجًا	چراغ	مُنِيْرًا	روشن
فَرَضْنَا	ہم نے فرض کیا ہے/ ہم نے مقرر کیا ہے	اَعْجَبَكَ	آپ کو حیران کردیں

سورۃ الاحزاب الدرس السادس (الف) رکوع نمبر 7

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
اَنْ يُّؤْذَنَ	یہ کہ اجازت دی جائے	نٰظِرِيْنَ	انتظار کرنے والے
مُسْتَاْنِسِيْنَ	جی لگانے والے	يُؤْذِي	تکلیف دیتی ہے
لَا يَسْتَحْيٖ	شرماتا نہیں	اٰبَآئِهِنَّ	ان کے باپ

اَبْنَآئِهِنَّ	ان کے بیٹوں	اِخْوَانِهِنَّ	ان کے بھائی
وَاتَّقِيْنَ	اور ڈرو	احْتَمَلُوْا	اٹھالیا
بُهْتَانًا	بہتان،	بُيُوْت	بیت کی جمع (گھر)
دُعِيْتُمْ	تمہیں بلایا جائے	لِحَدِيْثٍ	باتوں کے لئے
مَتَاعًا	کوئی سامان	اَزْوَاجَهٗ	اس کی بیویاں
اِنْ تُبْدُوْا	اگر تم ظاہر کرو	تُخْفُوْهُ	تم چھپاؤ اس کو
فَادْخُلُوْا	پس داخل ہو جاؤ	حِجَاب	پردہ
تَسْلِيْمًا	خوب سلام	يُؤْذُوْنَ	وہ تکلیف دیتے ہیں
اِثْمًا	گناہ		

سورۃ الاحزاب الدرس السادس (ب) رکوع نمبر 8

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
يُدْنِيْنَ	لٹکا لیا کریں	جَلَابِيْبِهِنَّ	بڑی چادریں ان کی
يُعْرَفْنَ	وہ پہچان لی جائیں	الْمُرْجِفُوْنَ	افوائیں اڑانے والے
لَنُغْرِيَنَّكَ	ضرور ہم اٹھا کھڑا کریں گے	مَلْعُوْنِيْنَ	ان پر لعنت کی جائے گی
ثُقِفُوْا	پائے جائیںگے	وَقُتِّلُوْا	مارے جائیں گے
سُنَّةَ	طریقہ، سنت	يُدْرِيْكَ	خبر ہے تمہیں
تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ	الٹ پلٹ کیے جائیں گے انکے منہ	يٰلَيْتَنَا	اے کاش ہم نے
اَطَعْنَا سَادَتَنَا	ہم نے اطاعت کی اپنے سرداروں کی	ضِعْفَيْنِ	دگنا، دوہرا
السَّاعَةَ	قیامت	لَمْ يَنْتَهِ	اگر وہ باز نہ آئے
لَعَلَّ	شاید	خَلَوْا	گزرے ہوئے
اَبَدًا	ہمیشہ	لَا يَجِدُوْنَ	وہ نہ پائیں گے
يٰلَيْتَنَا	اے کاش ہم		

awazeinqilab.com

سورۃ الاحزاب الدرس السادس (ج) رکوع نمبر 9

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
فَبَرَّاَ	پس براءت کردی	وِجِيْهًا	باعزت
سَدِيْدًا	ٹھیک، اچھا	عَرَضْنَا	ہم نے پیش کیا
فَاَبَيْنَ	پس انہوں نے انکار کردیا	يَحْمِلْنَهَا	اٹھائیں اس کو
اَشْفَقْنَ	وہ ڈر گئے	جَهُوْلًا	نہایت جاہلانہ
اٰذَوْا	تکلیف دی	ذُنُوْبَكُمْ	تمہارے گناہ
ظَلُوْمًا	ظالم	فَازًا	کامیابی
اَلْجِبَالَ	پہاڑ	يُصْلِحْ لَكُمْ	وہ سنوار دیگا تمہارے لئے

تالیف: سردار بھادر (ایم اے، بی ایڈ)

مدرس: قائداعظم پبلک سکول زیدہ (صوابی)

سورۃ الممتحنہ الدرس السابع (الف) رکوع نمبر 1

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
تُلْقُوْنَ	تم ڈالتے ہو	بِالْمَوَدَّةِ	کی دوستی
وَابْتِغَاءَ	اور طلب کرنا	تُسِرُّوْنَ	تم رازداری سے، تم چھپاتے ہو
اَخْفَيْتُمْ	تم نے چھپا رکھا	اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ	اگر تم پر قابو پالیں
اَلْسِنَتَهُمْ	اپنی زبانیں	بِالسُّوْءِ	برائی کے ساتھ (ایذارسانی)
اُسْوَةٌ	نمونہ	بُرَءٰؤُا	بیزار
لَاَسْتَغْفِرَنَّ	میں ضرور مغفرت طلب کرو	اَلْغَنِيُّ	بے نیاز
اَلْحَمِيْدُ	قابل تعریف	عَدُوِّيْ	میرے دشمن
عَدُوَّكُمْ	تمہارے دشمن	اَوْلِيَاءَ	دوست
خَرَجْتُمْ	تم نکلے ہو	فِيْ سَبِيْلِيْ	میرے راستے میں
مَرْضَاتِيْ	میری رضا	اَعْلَنْتُمْ	تم ظاہر کرتے ہو
سَوَاءَ السَّبِيْلِ	برابر راستہ	اَعْدَاءً	دشمن
وَيَبْسُطُوْا	اور وہ کھولیں	اَيْدِيَهُمْ	ان کے ہاتھ
وَاَلْسِنَتَهُمْ	ان کی زبانیں	وَدُّوْا	وہ چاہتے ہیں
لَنْ تَنْفَعَكُمْ	تمہیں ہرگز فائدہ نہیں دے گا۔	اَرْحَامُكُمْ	تمہارے رشتہ دار
يَفْصِلُ	وہ فیصلہ کردے گا	بَيْنَكُمْ	تمہارے درمیان
اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ	بہترین نمونہ	وَبَدَاَ	اور شروع ہوگئی
اَبَدًا	ہمیشہ کے لئے	وَمَا اَمْلِكُ	اور میں اختیار نہیں رکھتا
اَنَبْنَا	ہم نے رجوع کیا	يَرْجُ اللّٰهَ	امید رکھتا ہے اللہ سے
وَمَنْ يَّتَوَلَّ	اور جس نے روگردانی کی		

awazeinqilab.com

سورۃ الممتحنہ الدرس السابع (ب) رکوع نمبر 2

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
لَایَنْھٰکُمْ	تمہیں منع نہیں کرتا	تَبَرُّوْھُمْ	احسان کروان سے
یَزْنِیْنَ	نہ بدکاری کریں گی	لَا یُشْرِکْنَ بااللہ	وہ شریک نہ کریں گے اللہ کے ساتھ
یَفْتَرِیْنَہٗ	جوانہوں نے باندھا ہو	تُقْسِطُوْا	انصاف کرو
مِنْ دِیَارِکُمْ	تمہارے گھروں سے	مُھٰجِرٰتٍ	مہاجر عورتیں
فَامْتَحِنُوْھُنَّ	پس ان کی امتحان لو	بِاِیْمَانِھِنَّ	ان کی ایمان کی
وَلَا تُمْسِکُوْ بِعِصَمِ	اورتم بھی نہ روکے رکھو (اپنی نکاحیں)	اَلْکَوَافِرِ	کافر عورتیں
فَعَاقَبْتُمْ	پھر تمہاری نوبت آئی	یُبَایِعْنَکَ	آپ سے بیعت کرنے کے لئے
یَسْرِقْنَ	نہ چوری کریں گی	یَئِسُوْا	وہ ناامید ہو چکے ہیں
عَادَیْتُمْ	تم دشمن لگتے ہو	مُوَدَّۃً	دوستی
لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ	وہ تم سے نہیں لڑتے	لَمْ یُخْرِجُوْکُمْ	اورانہوں نے تمہیں نہیں نکالا
ظٰھَرُوْا	انہوں نے مدد کی	تَرْجِعُوْھُنَّ	تم انہیں (عورتوں) واپس کرو
وَاِنْ فَاتَکُمْ	اوراگر تمہارے ہاتھ سے نکل جائے	وَلَا یَزْنِیْنَ	اورنہ زنا کرے گی
اَرْجُلِھِنَّ	ان (عورتوں) کی پاؤں	لَا یَعْصِیْنَکَ	وہ آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی
مَعْرُوْفًا	نیک کام	اَصْحَابُ الْقُبُوْرِ	قبروالے

ترتیب: مولانا بشیر احمد حقانی

ملنے کا پتہ: سعادت بکڈپو مین بازار مرغز
موبائل: 03009085509 موبائل: 03459687882